امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ انسان اپنے آپ کو پہچان
■ محمد بن قاسم ثقفی، ایک ہردلعزیز حکمراں
■ اسمارٹ فون کی لت سے باہر نکلیے.....
■ عصر حاضر میں اسوۂ رسول ﷺ
■ اخبار جہاں، طب وسائنس، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۱۵ر ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۲ر نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

ظلم اور اس کے دفاع کے طریقے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آج پوری دنیا میں ظلم وستم کی جو گرم بازاری ہے وہ نئی نہیں ہے، ہر دور میں یہ گرم بازاری رہی ہے اور اس قدر رہی ہے کہ انبیائے کرام اور مصلحین کو قتل کرنے تک سے لوگ باز نہیں آئے، ہر دور میں ظلم کے خلاف کچھ لوگوں کے کھڑے ہونے کی روایت بھی قدیم ہے، مکی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ظلم ڈھائے گئے اس کا ایک طویل سلسلہ ہے، کعبۃ اللہ میں طواف سے روکنا، جسم اطہر پر پتھر برسانا، خون میں لہولہان کرنا اور شعب ابی طالب میں قید کرنا یہ سب کفار مکہ کے ذریعہ کئے گئے ظلم وستم کے جلی عنوان ہیں۔

ظلم عدل کی ضد ہے، ظلم کے معنی زیادتی اور بے جگہ چیزوں کے رکھنے کے ہیں، انصاف کے خلاف کئے جانے والے سارے کام ظلم کے دائرے میں آتے ہیں، ظالم کا ساتھ دینا اور ظلم پر خاموش رہنا بھی بعض اعتبار سے ظلم ہی ہے۔

اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا یہ سب سے بڑا ظلم ہے، اسے اللہ نے ظلم عظیم قرار دیا ہے ’’اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ‘‘ مغفرت کی گنجائش ایسے لوگوں کے لئے نہیں ہے، ارشاد فرمایا ’’اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُمَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ‘‘ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں کرتا جس نے اس کے ساتھ شرک کیا، اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں اللہ چاہے گا تو اسے معاف کردے گا، قرآن کریم میں اللہ رب العزت پر افترا اور جھوٹ کا تذکرہ بار بار آیا ہے اور اسے بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے، ہر دور میں انبیائے کرام نے اس ظلم کو دور کرنے کے لیے آوازیں بلند کیں، اس ظلم کے ختم کرنے کا جو نبوی طریقہ ہے وہ دعوت کے میدان میں سرگرم عمل ہونا ہے، ہماری جد وجہد کے بہت سے مراکز ہیں، لیکن دعوت دین کا کام جس بڑے پیمانے پر ہمیں کرنا چاہیے تھا ہم نہیں کرسکے اور دھیرے دھیرے اس سے غافل ہوکر رہ گئے ہیں، ہمیں ہر وقت یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہاں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، ایک طبقہ نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور وہ امت اجابت کے زمرے میں داخل ہوگئی، دوسرے نے قبول نہیں کیا، یہ امت دعوت ہے اور ان تک اللہ کا کلمہ پہنچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے، دعوت کے کاموں کے لئے جو اصول وضوابط قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ان کی رعایت بھی ضروری ہے، اسوۂ نبوی کے مطابق دعوت کا کام نہیں کیا گیا تو روئے زمین سے اس بڑے ظلم کا خاتمہ نہ ہوسکے گا۔

ظلم کی دوسری قسم گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنی ذات پر ظلم کرنا ہے، ظلم کی اس قسم کو آپ حقوق اللہ میں کمی کوتاہی سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ’’وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَاللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ‘‘ جس نے اللہ کے حدود کو توڑا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، مساجد میں جانے سے روکنا، اللہ کی آیات کو جھٹلانا اسی قبیل سے ظلم ہے، اس ظلم کو دور کرنے کا نبوی طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا جائے اور معصیت کے ارتکاب سے پورے طور پر اجتناب کیا جائے، اس سلسلے میں سیرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرکے اور ان کے اسوہ کے مطابق زندگی گزارنا ہی اصل ہے، اس ظلم کو دور کرنے کے لیے انسان کو تزکیہ نفس پر توجہ کی ضرورت ہے، جس قدر تزکیہ ہوگا اسی قدر اس دوسرے قسم کے ظلم سے بچنا ممکن ہوسکے گا، بلکہ جب تزکیہ کامل ہوگا تو گناہوں کی طرف طبیعت مائل ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَکّٰہَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰہَا‘‘ بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کرلیا اور بیشک وہ غارت ہوا جس نے اس کو آلودہ کرلیا۔

ظلم کی تیسری قسم حقوق العباد میں کمی کوتاہی ہے، کسی کا مال ہڑپ کرلینا، کسی کو ستانا، مزدور کو وقت پر اجرت نہ دینا، قرض کی ادائیگی میں وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا، اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کو غلام بنانا، گواہی سے انکار کرنا اور حقیقت واقعہ سے واقفیت کے باوجود اسے چھپالینا، ان سب کا تعلق تیسری قسم کے ظلم سے ہے، یہ معاملہ بڑا سنگین ہے، مسلم شریف میں ایک روایت ’’باب تحریم الظلم‘‘ کے ذیل میں درج ہے، اس میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن امت کا مفلس ترین وہ انسان ہوگا جس نے حقوق اللہ میں کوتاہی نہیں کی ہوگی، لیکن حقوق العباد میں ظلم کو راہ دیا ہوگا، اس دن اس کے سارے نیک اعمال کا ثواب مظلوموں کے کھاتے میں چلا جائے گا اور نیکی برباد گناہ لازم آئے گا، ظلم کے اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی جامع حدیث بخاری شریف میں آئی ہے ’’اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً‘‘ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، اس حدیث میں ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کے لئے کہا گیا ہے، ظالم کی مدد تو یہ ہے کہ اس کی کلائی پکڑ لی جائے کہ وہ ظلم سے باز آجائے، موجودہ دور میں اس سے مراد وہ تمام جائز طریقے ہیں، جن کا سہارا لے کر ظلم سے روکا جاسکتا ہو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس پر ظلم نہ ہونے دیا جائے اور ہر ممکن طور پر اس کی حمایت اور دفاع میں آگے آیا جائے تاکہ ظالم کی ہمت اور کمر ٹوٹ جائے۔

مکی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ظلم کے خلاف صبر وبرداشت کا تھا، یہ صبر وبرداشت غیر معمولی ہوا کرتا تھا، اُن ممالک میں جہاں مسلمان کی دور سے گزر رہے ہوں، ظلم کے دفاع کا یہ بھی ایک طریقہ ہے، ایک طریقہ ہم خیال لوگوں کو ساتھ لے کر ظلم کے خلاف محاذ بنانے کا ہے، قبل نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے معاہدہ میں شریک ہوئے تھے جو ایک صاحب کے مالی حقوق دلانے کے لئے ہوا تھا، یہ مکہ کے چند نوجوانوں کی تحریک تھی، جس نے بہت سارے ظلم کو ختم کرنے کا کام کیا تھا، یہ معاہدہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ اونٹنی سے زیادہ پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج بھی اگر کوئی اس قسم کے معاہدہ کے لیے ہمیں بلائے گا تو میں حاضر ہوں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم کے دفاع اور مظلوموں کی حمایت کا نبوی طریقہ یہ بھی ہے کہ کمزور اقوام ومِلل مل کر ظلم کے دفاع کے لیے متحدہ اور مشترکہ ایجنڈے پر اٹھ کھڑے ہوں تاکہ وہ ظالم طاقتوں کا مقابلہ کرسکیں۔

مظلوموں کی حمایت کا دوسرا طریقہ میثاق مدینہ ہے، جو جو ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بقائے باہم کے اصول پر کیا تھا، یہ میثاق بھی ظلم کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار ہے، اس قسم کا کوئی معاہدہ جو آج کے جمہوری دور میں بقائے باہم کے اصول پر مبنی ہو، ظلم کے دفاع کیلئے نبوی طریقۂ کار کے عین مطابق ہے۔

ظلم کی دفاع کے طریقے زمان ومکان کے اعتبار سے بدل سکتے ہیں، ہندوستان میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے حوالے سے شہریوں کو پریشان کرنا، بنیادی حقوق سے محروم رکھنا یا محروم کرنے کی کوشش کرنا بھی ظلم کے دائرے میں آتا ہے، اس کے دفاع کے لئے ہندوستان میں احتجاج مظاہرے اور دھرنوں کا طویل اور تاریخی سلسلہ شروع ہوا تھا اور ملک کی بڑی آبادی احتجاج کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی، یہ احتجاج اور مظاہرے عالمی طور پر ناانصافیوں کو ختم کرنے میں مؤثر رول ادا کرتے ہیں اور حکمراں جماعت اسی زبان کو سنتی اور سمجھتی ہے، اس لئے ظلم کی دفاع میں پوری دنیا میں اس کو مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، البتہ اسلام مظلوموں کی حمایت اور ظلم کے دفاع کیلئے کسی بھی ایسے کام کو پسند نہیں کرتا جس سے اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آتا ہو، ارشاد خداوندی ہے ’’وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ‘‘ اس ممانعت کا حاصل یہ ہے خودسوزی اور اس طرح کے دوسرے کام جس سے اپنی اور غیر متعلق لوگوں کی جان ومال کا نقصان پہونچے اس کی حمایت نہیں کی جانی چاہئے، اسلام میں ظلم کے دفاع کے لیے بھی حدود وقیود مقرر ہیں اور ہم اس کی خلاف ورزی کرکے ظلم کے دفاع کا کام نہیں کرسکتے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظلم کی الگ الگ قسموں کے دفاع کے لئے اسوۂ رسول اکرم میں الگ الگ نمونے موجود ہیں، ان کو برت کر ہم اس دنیا کو ظلم وستم سے پاک کرسکتے ہیں، اس معاملہ میں شرک سے پاک سماج کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، رب مانی کا مزاج بنتا ہے تو من مانی ختم ہوتی ہے، اور انسان خدائی احکام اور نبوی ہدایات کا خوگر ہوکر ہر قسم کے ظلم کا خاتمہ کرسکتا ہے، قانون الٰہی کی پابندی اور منکرات سے اجتناب ظلم کے دفاع میں اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

اچھی باتیں

’’وہی انسان کامل ہے جس کے پاس نصیحت کے لئے الفاظ کے بجائے عمل اور اچھا کردار ہے، اچھا بولو اچھا سوچو، کیونکہ بدگمانی اور بدزبانی دو ایسے عیب ہیں جو انسان کے ہر کمال کو زوال میں بدل دیتے ہیں، زندگی کتنی بھی مصروف کیوں نہ ہو کچھ لوگوں سے عقیدت کا ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ وہ یادوں اور دعاؤں سے کبھی دور نہیں ہوتے، اگر کوئی آپ کی فکر کرتا ہے تو اس کی قدر کرو، کیونکہ دنیا میں تماشائی زیادہ اور فکر کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں‘‘ (**حاصل مطالعہ**)

بلا تبصرہ

’’قوم پرستی کے وبائی وائرس نے گزشتہ صدی کے آخر سے ہی پیر پسارنے شروع کردیے تھے، آج اس وائرس کا دنیا کے کئی بڑے ممالک پر قبضہ ہے، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ دنیا کے بڑے ممالک میں قوم پرستی کی زبردست لہر موجود ہے اور اس لہر کو پیدا کرنے والے حکمراں اور سرمایہ دار اس کا بھرپور استعمال کرکے سماج کا استحصال کررہے ہیں، قوم پرستی کی لہر نے سماجی زندگی کے تانے بانے کو تار تار کردیا ہے‘‘ (سالار ۱۴ر۱۱ر اکتوبر ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

لایعنی باتوں سے پرہیز کیجئے

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر ان کے بارے میں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن مجید نازل کیا جارہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ نے ان کے سوال کرنے کو معاف کردیا اور اللہ بہت بخشنے والے بردبار ہیں۔ (سورہ المائدہ:۱۰۱)

مطلب :۔ کسی شرعی مسئلہ کی واقفیت کے لئے استفسار کرنا یا اہل علم کا علمی مذاکرہ کرنا قابل تعریف وتحسین ہے، چونکہ اس بحث وتمحیص سے علم وتحقیق کے دروازے کھلتے ہیں اور حقیقت آئینہ کی مانند عیاں ہوتی ہے اور عمل کے وقت انشراح قلب ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس فضول ولایعنی اور غیر ضروری سوالات سے انرجی ضائع ہوتی ہے اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا، اس لئے اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی تحقیق اور کرید مناسب نہیں، جیسے بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کتنی لانبی اور چوڑی تھی، اس کا رنگ وروپ کیا تھا، اس طرح کے بے مقصد سوالات سے منع کیا گیا، جن لوگوں میں عمل کی قوتیں بیدار ہوتی ہیں وہ باتونی نہیں ہوا کرتے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی ایسی تربیت فرمائی کی وہ سراپا عمل ہوگئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جو کچھ تمہیں بتلادیا کروں اس پر عمل کرلیا کرو اور جس کام سے روک دیا کروں رک جایا کرو کسی بات کو جب میں خود نہیں کہہ رہا ہوں تو تم کیوں کریدتے ہو، روایتوں میں آیا کہ جب آیت "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ" اللہ کے لئے ہی لوگوں پر حج بیت اللہ کرنا ہے، نازل ہوئی تو صحابی رسول حضرت اقرع بن حابسؓ نے عرض کیا، کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضورؐ سن کر خاموش ہوگئے، جب یہ بار بار پوچھتے رہے تو فرمایا کہ ہر سال نہیں ہے، لیکن اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہوجاتا اور تم نہ کرسکتے، منشا یہ تھا کہ تمہیں اس طرح کی غیر ضروری باتیں نہیں پوچھنی چاہئے، پچھلی بعض امتیں اسی کثرت سوال کی وجہ سے ہلاک ہوچکی ہیں، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے پہاڑ سے اونٹنی کے نکالنے کا مطالبہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی التجا پر اس مطالبہ کو پورا فرمادیا، مگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے، یہاں تک کہ سب عذاب میں مبتلا کردئے گئے اور پوری قوم صفحہ ہستی سے مٹادی گی، اگرچہ صحابہ کے سوال کی نوعیت الگ تھی اور ان قوموں کے سوال کی نوعیت الگ، لیکن چونکہ دونوں ہی لایعنی اور بے مقصد سوالات تھے اسلئے دونوں کا یہاں ذکر فرمایا، شان نزول کے سلسلہ میں دوسری روایتیں بھی وارد ہوئیں جن کا خلاصہ بھی یہی ہے ایمان والوں کو لایعنی قسم کے سوالات سے منع کیا گیا چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کردے کیونکہ جو شخص لایعنی اور فضول باتوں میں پڑجاتا ہے وہ اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سے لاپرواہ ہوجاتا ہے اور لوگوں کی نگاہوں سے گرجاتا ہے اسکی معاشرہ میں کوئی عزت نہیں ہوتی، یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول کے اس عمل پر تنبیہ بھی فرمائی اور ان کی حسنات اور نیکیوں کی وجہ سے معاف بھی کردیا، عام مسلمانوں کے لئے بھی یہی ہدایت ہے کہ وہ حلال وحرام اور جائز وناجائز معاملات ومسائل میں شرعی مسئلہ ضرور دریافت کریں تاکہ اس کے مطابق زندگی شرعی طریقے پر گذار سکیں مگر وہ سوالات جن کا عمل سے کوئی تعلق نہیں، ایسے سوالات کے قیل وقال سے گریز کریں۔

مومن بندے کی آزمائش

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مصیبت ہمیشہ مومن بندہ اور مومن بندی کے ساتھ رہتی ہے، اسکی ذات میں بھی اور اسکی اولاد میں بھی اور اس کے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی شریف، ابواب الزہد)

وضاحت:۔ انسانیت کی تاریخ بتلاتی ہے کہ کامیابی اور قربت خداوندی ابتلا وآزمائش کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے، انبیاء علیہم السلام کی پوری سیرت، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین کے حالات زندگی پر نظر رکھنے والے مؤرخین وسیرت نگار کی نگارشات اس بات کی شاہد ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کو بلند قرابت آزمائشوں کے بعد ملے ہیں، یہ آزمائشیں ہر قسم کے گرد وغبار اور میل وکچیل کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہیں، ایک جگہ ماہر ادیب وانشا پرداز ماہر القادری نے لکھا ہے کہ قدرت جس کو بڑا بنانا چاہتی ہے، اسے آزمائش کی بھٹیوں میں تپاتی اور غم والم کے خارزاروں سے گذارتی ہے، پہلے غموں سے قلب میں گداز پیدا کیا جاتا ہے پھر وہی گداز دوسروں کی غم خواری کے کام آتا ہے اور سانحے طبیعت میں نکھار پیدا کرتے ہیں، عیش ومسرت دنیا کی بڑی شخصیتوں کو جان بوجھ کر دور رکھا جاتا ہے، آلام ومصائب کے افق سے ہی عظمتوں اور بلندیوں کے آفتاب طلوع ہوا کرتے ہیں قدرت کا یہی دستور اور یہی مصلحت ہے (دریتیم ص:۵۳) اس لئے ایک صحابی نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوئی ہے؟ فرمایا انبیاء کی، پھر جوان کے قریب تر ہو، پھر جوان کے قریب تر ہو، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہوتو اسکی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہوتو اسے اس کے دین کے بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ آتی ہے، یہاں تک کہ اسکو ایسا کرچھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی شریف) اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مصائب وتکالیف اور تنگی وبیماری میں مبتلا ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ آزمائش خداوندی سے مقصود نتائج کو دنیا پر ظاہر کردینا ہوتا ہے ورنہ حق تعالیٰ کو تو یہ علم ظاہر ہے کہ ہمیشہ سے ہے، زمین وآسمان کا فرق ہے اس چوٹ کے درمیان جو دشمن کے ہاتھ سے پہونچتی ہے اور اس نشتر کے جو شفیق ڈاکٹر لگاتا ہے کہ ایک کی بنیاد تمام تر بدخواہی پر ہوتی ہے اور دوسرے کی یکسر اخلاص پر، عام انسانوں کو جو دکھ درد دنیا میں پہونچتے ہیں اس سے کتنی مختلف وہ تکلیفیں ہوتی ہیں جو محض بہ طور آزمائش اور محض ازدیاد قرابت کی خاطر ایک مومن کو حکیم مطلق وشفیق مطلق پروردگار کی طرف سے پہونچائی جاتی ہے (تفسیر ماجدی:۲۷۰)

لہذا آزمائش خداوندی میں جس کے جتنے زیادہ عقیدے مضبوط ہوں گے اسی قدر اس کے دل کو دنیا میں امن وسکون حاصل رہے گا، اسلئے مومنانہ شان یہ ہے کہ وہ صبر آزما حالات میں خندہ پیشانی سے تکالیف کو برداشت کرے، زبان پر کوئی حرف شکایت نہ لائے یہی وہ عشق ومحبوبیت کا مقام ہے جہاں سے شان عبدیت نمایاں ہوتی ہے اور انسان کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

سلام کے الفاظ

سلام کے الفاظ کیا ہیں؟ اگر کوئی شخص سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، یاسلامَلَیْکُمْ، یاسلامالکم کے ذریعہ سلام کرے تو سلام کی سنیت ادا ہوگی یا نہیں اور اس کا جواب دینا ضروری ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــ وباللہ التـــوفیق

سلام کے سلسلہ میں دو طرح کے الفاظ منقول ہیں، ایک ہے "سلامٌ علیکم" یہ فرشتوں کا سلام ہے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: "وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ" (سورۃ الزمر:۷۳) اہل جنت جب جنت میں داخل ہونے لگیں گے تو داروغہ جنت کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔

دوسرا لفظ ہے "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" یہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سارے انبیاء اور ان کے متبعین کا سلام ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی تخلیق کے بعد کہا جاؤ اور فرشتوں کی جماعت جو وہاں بیٹھی ہے ان کو سلام کرو اور فرشتے جو جواب دیں ان کو غور سے سنو کیونکہ وہی تمہارا سلام ہوگا اور تمہاری ذریت (اولاد) کا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حکم الٰہی کی تعمیل میں فرشتوں کی مقدس جماعت کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" فرشتوں نے جواب دیا، ا "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"

عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال خلق الله آدم علی صورته طوله ستون ذراعاً، فلما خلقه قال اذهب فسلم علی اولئک نفر من الملئكة جلوس فاستمع ما يحيونک فانها تحيتک وتحية ذريتک، فقال: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فقالوا السَّلَامُ عَلَيْكَم وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" (صحیح البخاری۲/۹۱۹، باب بدء السلام)۔ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان ہی الفاظ کے ساتھ سلام کی تعلیم دی ہے، جس پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اس کے ساتھ ورحمۃ اللہ بڑھا یا لیا جائے تو بیس اور وبرکاتہ کا لفظ بڑھا لیا جائے تو تیس نیکیاں ملتی ہیں،

"عن عمران بن حصين أن رجلا جاء الی النبی صلی الله عليه وسلم فقال السلام عليكم فرد عليه ثم جلس فقال النبی صلی الله عليه وسلم عشر، ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فرد عليه فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرد عليه فجلس فقال ثلاثون" (رواہ الترمذی۲/۹۸، باب ماذکر فی فضل السّلام)

سلام کے الفاظ بس یہی ہیں جن کو صحیح تلفظ کے ساتھ سیکھنا سکھانا اور بولنا ضروری ہے، اسکے علاوہ سلام علیکم (میم کے جزم کے ساتھ) یا سلاملیکم، یا سلامالکم جیسے الفاظ غلط ہیں، ان الفاظ سے سلام کرنے پر نہ تو سلام کی سنیت ادا ہوگی اور نہ ہی اس کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ "لايجب رد سلام عليكم بجزم الميم (درمختار) فی الظهيرية: ولفظ السلام فی المواضع كلها السّلام عليكم أو سلامٌ عليكم بالتنوين، وبدون هذين كما يقول الجهال لايكون سلاماً" (ردالمحتار۹/۵۹۶، کتاب الحظر والاباحۃ)۔ فقط

سلام کا جواب بالکل آہستہ دینا:

کچھ لوگ سلام کا جواب اتنا آہستہ دیتے ہیں کہ سلام کرنے والے کو پتہ نہیں چلتا کہ سلام کا جواب دیا ہے یا نہیں، کیا اس طرح جواب دینا کافی ہوجائے گا اور وجوب ذمہ سے ساقط ہوجائے گا؟

الجواب ــــــــ وباللہ التـــوفیق

سلام کا جواب ایسے طور پر دینا ضروری ہے جس سے سلام کرنے والے کو معلوم ہوجائے کہ اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ نزدیک ہوتو سلام کا جواب زور سے دے جس کو وہ سن لے اور اگر وہ دور ہے یا نزدیک ہے، لیکن کان کا بہرہ ہے (کچھ اونچا سنتا ہے) تو زبان سے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اشارہ بھی کردے، جس کو وہ سمجھ سکے ورنہ جواب کافی نہیں ہوگا اور نہ ہی وجوب ذمہ سے ساقط ہوگا۔ "واسماع رده واجب بحيث لو لم يسمعه هذا الفرض عن السامع حتى قيل لو كان المسلم أصم يجب على الراد أن يحرك شفتيه ويريه بحيث لو لم يكن أصم لسمعه" (ردالمحتار۹/۵۹۳، کتاب الحظر والاباحۃ)

دو آدمیوں کو بیک وقت سلام کرنا:

دو آدمیوں کی ملاقات ہوئی سلام میں پہل کی غرض سے دونوں نے ایک دوسرے کو ایک ساتھ سلام کیا، سوال یہ ہے کہ جواب ہوگیا یا دینا ہوگا؟

الجواب ــــــــ وباللہ التـــوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا تو دونوں کو ایک دوسرے کے سلام کا جواب دینا ہوگا، دونوں کا سلام ہی جواب میں کافی نہ ہوگا:

"واذا التقيا فأفضلها يسبقهما، فان سلما معا يرد كل واحد" (ردالمحتار۹/۵۹۶)۔ فقط

غائبانہ سلام کا جواب:

اگر کوئی شخص کسی کے معرفت کسی کو سلام بھیجے تو اس کا جواب کس طرح دیا جائے گا؟

الجواب ــــــــ وباللہ التوفیق

اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے سلام پہونچائے تو مسنون یہ ہے کہ سلام پہونچانے والے کو بھی جواب میں شامل کیا جائے اور یوں کہا جائے "عليک وعليه السلام ورحمة الله وبركاته" جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: عائشہ! جبرئیل تم کو سلام کہتے ہیں، اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا: عليک وعليه السلام ورحمة الله وبركاته"

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۱۵/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۲/نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

توہین رسالت کے خلاف مظاہرے

فرانس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بنانے دکھانے اور وہاں کے صدر میکرون کے اسلام کو دہشت گرد کہنے کی وجہ سے پوری مسلم دنیا سراپا احتجاج بن گئی ہے، فرانس کے خلاف دس سے زیادہ ملکوں میں مظاہرے تیز ہو گئے ہیں، ترکی، قطر، سعودی عرب، اردن، لیبیا، شام، کویت، فلسطین، بنگلہ دیش، پاکستان، ایران، عراق میں احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے، ڈھاکہ بنگلہ دیش میں قومی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق چالیس ہزار لوگوں نے ریلی کی اور میکرون کا پتلا نذر آتش کیا، ایران نے سفیر کو بلا کر اس عمل پر ناراضگی ظاہر کی اور کہا کہ میکرون اسلام کی اخلاقی تعلیمات سے خوفزدہ ہیں اس لیے وہ لوگوں کو اسلام سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، پاکستان نے بھی اپنے سفیر فرانس سے واپس بلانے کی تجویز پاس کی؛ لیکن لطیفہ یہ ہے کہ فرانس میں گزشتہ تین ماہ سے اس کا کوئی سفیر نہیں ہے اور یہ جگہ خالی ہے، البتہ اس نے فرانسیسی سفیر کو طلب کر کے اس معاملہ پر اپنا احتجاج درج کروایا ہے، ہندوستانی حکومت کے بارے میں اطلاع یہ آرہی ہے کہ اس نے اس مذموم حرکت پر فرانسیسی حکومت کے ساتھ ہونے کی بات کہی ہے جو ہندوستان کی دیرینہ روایت اور دستوری تحفظ کے خلاف ہے، یہاں کی سیکولر عوام اس موقف کی سخت مخالف ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں میں اس حوالے سے خاصی ناراضگی پائی جاتی ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سوشل میڈیا ڈیسک نے بھی ۱۱/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ٹویٹر پر ٹرینڈ چلا کر فرانس حکومت کے خلاف اپنی آواز دنیا تک پہنچانے کا کام کیا، یہ ٹرینڈ ہر اعتبار سے کامیاب رہا، اس ٹرینڈ نے دنیا پر واضح کر دیا کہ ناموس رسالت کے خلاف مسلمان کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتا، نبی کی عظمت، محبت اور عقیدت اس کے ایمان کا لازمی جز ہے، اس لیے فرانس کے صدر میکرون کے اس رویہ کی ہم پوری طرح مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی نازیبا حرکتوں سے باز رہے، ہندوستانی مسلمانوں کو فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی کرنا چاہئے، یہ بھی ان دنوں ایک مؤثر ہتھیار ہے۔

بھوکا ہندوستان

کنسرن ورلڈ وائڈ اور ورلڈ ہنگر ہیلپ کے ذریعے دنیا بھر میں بھوک مری کے شکار لوگوں کے حوالے سے ایک رپورٹ ''گلوبل ہنگر انڈیکس ۲۰۲۰ء'' کے عنوان سے آئی ہے، اس میں ایک سو سات ملکوں میں ہندوستان (۹۴) نمبر پر ہے، اس رپورٹ کے مطابق ہندوستان اس معاملے میں نیپال، شری لنکا، بنگلہ دیش، میانمار اور پاکستان سے بھی پیچھے ہے، یہ انڈیکس اوپر سے نیچے کی طرف جاتا ہے یعنی جو زیادہ بھوکا ہے وہ آخری نمبر پر ہوتا ہے اور اس کے بعد جو ہے اس کا نمبر بعد کا ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کا شمار سب سے زیادہ بھوکوں میں تیرہویں نمبر پر ہے، یعنی صرف پوری دنیا میں بارہ ملک ہم سے زیادہ بھوکے ہیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ہندوستان ایک زرعی ملک ہے اور پہلے کی طرح مانسون کی آمد و رفت پر یہاں کی کھیتیاں سو فیصد منحصر نہیں ہیں، ملک نے زراعت کے میدان میں بھی کافی ترقی کی ہے، گو کسانوں کے مسائل آج بھی انہیں خود کشی پر مجبور کر دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسانوں کو ان کی محنت کی قیمت نہیں ملتی، کارپوریٹ گھرانے ان کی فصلوں کو اونے پونے داموں خرید کر اسٹور کر لیتے ہیں اور بعد میں من مانے داموں پر فروخت کرتے ہیں، مارکیٹ میں سپلائی روک کر قیمتوں کو بڑھا دیتے ہیں، ان دنوں پیاز کی قیمت سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، زرعی قانون پاس کر کے سرکار نے اس کام کو مزید آسان بنا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسان سڑکوں پر آگئے ہیں، سرکاری ایجنسیاں جو خریداری کرتی ہیں ان کی قیمتیں بھی کم ہوتی ہیں اور اس کم قیمت کے حصول کے لیے کسانوں کو مہینوں انتظار کرنا پڑتا ہے، جو لوگ قرض لے کر کھیتی کرتے ہیں وہ مہاجنوں کے ظلم و ستم کے شکار ہوتے ہیں اور سود کی ادائیگی میں ان کی جمع پونجی ختم ہو جاتی ہے۔

سرکاری گوداموں میں غلہ رکھے جاتے ہیں، ان کی مناسب نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے سڑنے گلنے کا تناسب بڑھ جاتا ہے، چوہے اور دوسرے جانور بھی اپنا حصہ اس میں سے نکالتے رہتے ہیں، سب سے بچ بچا کر جو غذائی اجناس ہماری پلیٹوں تک پہنچتے ہیں ان کو بھی ہم کثرت سے ضائع کرتے ہیں اور کچرے میں پھینک دیتے ہیں، اس سے ہر علاقے کے سیکڑوں لوگوں کو بھوک مری سے نجات دلائی جا سکتی ہے، سرکاریں اگر حساس ہوں تو ہندوستان سے بھوکے لوگوں کے اعداد و شمار کو کم کیا جا سکتا ہے اور اگلی رپورٹ میں ہندوستان جگ ہنسائی سے بچ سکتا ہے۔

کشمیری زمین کی خرید و فروخت

مرکزی حکومت نے زرعی قانون سے متعلق نوٹیفکیشن جاری کر کے جموں و کشمیر اور لداخ کی زمینوں کی عمومی خرید و فروخت کا دروازہ کھول دیا ہے، اس نوٹیفکیشن کے مطابق کوئی بھی شخص کارخانے، گھر یا دکان کے لئے زمین خرید و فروخت کر سکتا ہے، اس کو رہائشی سرٹیفکیٹ دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے، دفعہ ۳۷۰ اور ۳۵ اے کے ختم ہونے کے بعد مرکزی حکومت کی جانب سے جموں و کشمیر کے لئے یہ تیسرا بڑا فیصلہ ہے، اس کی وجہ سے کشمیری مسلمانوں کے لیے مسائل کھڑے ہوں گے اور کشمیری عوام اپنے وسائل معیشت سے محروم ہو جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ کشمیر سے متعلق سیاسی پارٹیوں نے اس حکم نامے کی مذمت کی ہے اور اسے وسائل پر قبضہ کرنے کی ایک مذموم کوشش قرار دیا ہے، سابق وزیر اعلی کشمیر عمر عبداللہ نے جموں کشمیر اراضی کے مالکانہ حقوق قوانین میں ترمیم کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ حکم نامے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ زرعی زمینیں صرف زراعتی مقاصد کے لیے ہی استعمال کی جائیں گی، بعض صورتوں میں ان کا استعمال بھی دوسرے کاموں کے لیے کیا جا سکے گا، حکم نامے میں اس کی صراحت ہے کہ زراعتی زمین پر تعلیمی ادارے یا طبی مراکز (ہیلتھ کیئر سینٹر) کھولے جا سکیں گے۔

حکم نامے کے ان دونوں دفعات کو ملا کر دیکھیں تو اس کا کھلا ہوا تضاد سامنے آجاتا ہے، اس کے علاوہ بعض دوسری ریاستوں میں بھی ریاست سے باہر کے لوگوں کے لئے زمین کی خریداری ممنوع ہے، بعض ریاستوں میں زمین کی ملکیت قانوناً منتقل نہیں کی جا سکتی، حکومت کو ان ریاستوں کے ضابطہ میں بھی تبدیلی کرنی چاہیے تا کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کے لیے ہر ریاست میں بود و باش اور کل کارخانے کھولنے کے مواقع فراہم ہو سکیں، لیکن ہمیں معلوم ہے کہ حکومت ایسا نہیں کر سکتی، کیونکہ کشمیری بھلے ہی اس قانون کے خلاف نہیں کھڑے ہوئے شمال مشرق کی ریاستیں ایسے کسی قانون کو برداشت نہیں کر سکتیں

آسام میں ری ویری فیکشن کا مسئلہ

آسام میں شہریت کے ثبوت کے لئے ایک بار پھر ری ویریفکیشن کے نام پر ان آر سی کا کام شروع کر دیا گیا ہے، نئے اسٹیٹ کو آرڈی نیٹر ہتیش دیو شرما نے ۱۳/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو صوبہ کی شہریت سے متعلق تمام ضلعی رجسٹرار (DRS) کو ایک حکم نامے کے ذریعہ ری ویریفکیشن کرنے کو کہا ہے، اسٹیٹ کوارڈینیٹر نے اپنے حکم نامے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ بہت سے غیر قانونی اشخاص اور ان کے اجداد کا نام این آر سی میں شامل ہو گیا ہے جو یا تو مشکوک ہیں یا پھر ڈی ووٹر ہیں یا فارن ٹریبونل سے غیر ملکی قرار دیئے جا چکے ہیں، ایسے تمام لوگوں کا نام ان آر سی سے باہر کر دیا جائے، حالانکہ عدالت دوبارہ این آر سی کرانے یا ری ویریفکیشن کی ضرورت سے پہلے ہی انکار کر چکی ہے، آسام میں دوبارہ ان آر سی کے بعد انیس لاکھ لوگوں کی شہریت پر سوالات کھڑے ہوئے تھے، لیکن اب ری ویری فکیشن کے دوبارہ شروع ہونے سے بہت سارے لوگوں پر تلوار پھر سے لٹکائی جائے گی، سوال یہ بھی ہے کہ جب عدالت نے پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ اب ری ویریفکیشن نہیں ہوگا تو اسٹیٹ کوآرڈینیٹر کی ہمت کیسے ہوئی کہ وہ عدالت کے فیصلے کے خلاف کام کی شروعات کرا دے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے مقاصد کچھ اور ہیں، ضرورت ہے کہ اس حکم نامے کی بنیاد پر اسٹیٹ کوآرڈینیٹر پر توہین عدالت کا مقدمہ چلایا جائے، ورنہ پوری ریاست میں شہریت ثابت کرنے کے لئے پھر سے افراتفری مچ سکتی ہے جس کی وجہ سے آسام کے باشندوں کو نئے آزمائش اور کرب سے گزرنا ہوگا۔

ہندامریکہ معاہدہ

چین کی سرحد پر بڑھ رہی دخل اندازی نے ہندوستان کو امریکہ سے دفاعی معاہدہ کرنے کی طرف راغب کیا، علاقے کی صورتحال کے پیش نظر یہ ضروری بھی تھا، چنانچہ ہندامریکہ کے نمائندوں نے ایک اہم دفاعی معاہدے پر دستخط کر دئے ہیں، اس معاہدے کو بیسک ایکسچینج اینڈ کوآپریشن اگریمنٹ (بی ای سی اے) کا نام دیا گیا ہے، اس کے نام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفاعی معاملات میں لین دین اور تعاون کا معاہدہ ہے، دستخط کرنے کے بعد امریکہ کے وزیر خارجہ مائیک پومپیو اور دفاعی وزیر مارک الیسر، ہندوستان کے وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ اور وزیر خارجہ ڈاکٹر اس جے شنکر نے کہا کہ اس معاہدہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہندوستان اپنے فوجی اہداف پر صحیح نشانہ لگا سکے گا اس موقع سے مسٹر پومپیو نے کوئی راز داری نہیں برتی اور صاف صاف کہا کہ امریکہ اور ہندوستان چین کی کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ ہر قسم کے خطرات سے نمٹنے کے لئے آپس میں تعاون کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ بحرالکاہل کے خطے، عالمی سلامتی اور خوشحالی کے لیے یہ معاہدہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، گذشتہ دو دہائیوں میں یہ چوتھا دفاعی معاہدہ ہے، اس معاہدے کے بعد امریکی سیٹلائٹ کے ذریعے فراہم کردہ اعداد و شمار کا تبادلہ ہو سکے گا اور دونوں ملکوں کے لیے یہ ممکن ہوگا کہ وہ آپس میں نقشوں، ناٹیکل، ایروناٹیکل چارٹ، جیوفزیکل اور جیومیگنیٹک سے متعلق امور کی منتقلی کر سکیں گے، اس طرح امریکہ کی مدد سے ہندوستان کی دفاعی قوت میں مزید اضافہ ہوگا۔

امریکی انتخاب

امریکہ میں صدر کے انتخاب کی کاروائی مرحلہ وار چل رہی ہے اور جس طرح ہندوستان کے انتخاب میں لوگوں کی نگاہیں مسلم رائے دہندگان کی طرف لگی ہوتی ہیں اسی طرح امریکہ میں ہندوستانی نژاد رائے دہندگان خصوصی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں اور ان کو قریب کرنے کی سیاسی پارٹیاں ہر ممکن کوشش کرتی ہیں، ڈونالڈ ٹرمپ کا ہندوستان کی طرف دوستی کا ہاتھ اس نقطۂ نظر سے کافی اہم سمجھا جا رہا ہے، حالانکہ ہندوستانی نژاد لوگوں نے ڈیموکریٹک امیدوار کے لیے ایک رات میں ۲۴/کروڑ ڈالر جمع کر کے اپنا عندیہ ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کس کی طرف ہیں۔ صدر ٹرمپ کا دعویٰ ہے کہ وہ معیشت کو ٹھیک کریں گے، روزگار کے مواقع بڑھائیں گے، امریکہ کے تجارتی مفادات کا تحفظ کریں گے اور ان سب کے ساتھ ساتھ امیگریشن کے بارے میں اپنی پالیسی کو نرم نہیں کریں گے۔ گرچہ ہند نژاد ووٹرس ٹرمپ کی طرف دکھائی دے رہے ہیں، مگر امیگریشن کے بارے میں سخت رویہ اپنانے کے دعوے کی وجہ سے غیر امریکی ووٹرس ٹرمپ سے کنارہ کشی بھی کر سکتے ہیں۔

دوسری طرف ڈیموکریٹک امیدوار جو بائیڈن نے سولہ ہندوستانی زبانوں میں اپنے انتخابی اشتہارات شائع کرائے ہیں، مجموعی طور پر امریکہ میں ہندوستانی نژاد رائے دہندگان کی تعداد صرف ایک فیصد ہے؛ لیکن یہ چھ ریاستوں میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ دس پارلیمانی نشستوں کے ساتھ پندرہ شہروں میں میئر کے انتخاب میں بھی فیصلہ کن رول ادا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بائیڈن نے ایک ہندوستانی نژاد کمل ہیرس کو نائب صدر کے عہدے کے لیے امیدوار بنایا ہے، جبکہ بیس سے زائد لوگ سینیٹ اور کانگریس کے لیے انتخاب کے میدان میں ہیں، ۲۰۱۸ء کے وسط مدتی چناؤ میں چار ہندوستانی ہاؤس آف پینٹنگ کا چناؤ جیتنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

الحاج ماسٹر محمد ظہیر عالمؒ

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ اور وفاق المدارس الاسلامیہ کی مجلس عمومی کے سابق رکن، مدرسہ نعیمیہ عزیزیہ ٹھکہا مجھور، جمعیت علماء سیتامڑھی اور انجمن تعمیر ملت نان پور کے سکریٹری، دار العلوم الاسلامیہ نان پور، سیتامڑھی کے صدر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید الحاج ماسٹر محمد ظہیر عالم بن مولوی صابر حسین (م ۲۰۰۷) بن تجمل حسین بن کریم بخش ساکن قاضی محلّہ نان پور ضلع سیتامڑھی کا انتقال ۸/شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/اپریل ۲۰۲۰ء صبح نو بجکر پندرہ منٹ پر ہوگیا، اسی دن جنازہ کی نماز بعد نماز عصر ادا کی گئی، امامت ان کے صاحب زادہ مولانا ولی الاسلام نے کی اور نان پور کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں چار لڑکے پانچ لڑکیاں اور اہلیہ بقید حیات ہیں۔

ماسٹر محمد ظہیر عالم کی ولادت ۲۴/شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق ۴/نومبر ۱۹۳۹ء کو آبائی گاؤں نان پور موجودہ ضلع سیتامڑھی میں ہوئی، مکتب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد ایل، ایم ہائی اسکول پوپری سیتامڑھی میں داخل ہوئے، ۱۹۵۷ء میں ہائی اسکول (میٹرک) پاس کیا، ۱۹۶۰-۱۹۵۹ء میں ڈمرا ٹریننگ کالج سے بی ٹی (بیسک ٹرینڈ) کی ڈگری حاصل کی، ۱۹۶۸ء میں بہار یونیورسٹی سے انٹرمیڈیٹ اور للت نارائن متھلا یونیورسٹی دربھنگہ سے ۱۹۷۴ء میں بی اے کیا، تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۶۲ء میں مڈل اسکول پرسونی، بیرگنیا سیتامڑھی سے کیا اور ۱۹۹۹ء میں سبکدوشی کے وقت تک ضلع سیتامڑھی کے مختلف مڈل اسکول میں سرکاری ضابطے اور تبادلے کے مطابق خدمت انجام دیتے رہے، سبکدوشی مڈل اسکول راجکیہ ودھیالیہ کوئلی بالک سیتامڑھی سے ہوئی، ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، جن میں سے کئی ان کی تعلیم وتربیت کی بدولت باوقار عہدوں پر فائز ہیں، سبکدوشی کے بعد اُسی سال (۱۹۹۹ء میں) حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔

۲۵/شوال ۱۳۷۹ھ کو گڑھول شریف سیتامڑھی کے دین دار خاندان میں شادی ہوئی، دو لڑکے اور ایک لڑکی اس محل سے ہوئی، لیکن بچپن میں ہی سب کے سب فوت ہوگیے، ان کی اہلیہ اس غم کو برداشت نہ کرسکیں اور وہ بھی دنیا سے کوچ کرگئیں، دوسری شادی منصور عالم صاحب کی دختر نیک اختر سے ٹھکہا میں ۳۱/مئی ۱۹۸۱ء کو ہوئی، جس سے چار لڑکے پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں جو سب کے سب حی القائم ہیں۔

ماسٹر ظہیر عالم مرحوم کا سب سے بڑا کام مدرسہ نعیمیہ عزیزیہ ٹھکہا مجھور کی تعمیر وترقی ہے، مدرسہ کے لیے وسیع آراضی جن اصغری بیگم نے فراہم کیا تھا اور تا زندگی وہ اس کی متولیہ رہیں، لیکن اس زمین پر تعلیمی، تعمیری نقش ونگار ابھارنے میں اول دن سے ماسٹر محمد ظہیر عالم کا بڑا ہاتھ تھا، ۲۳/صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۸/نومبر ۱۹۸۴ء کو اس مدرسہ کی بنیاد امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی، اس موقع کے دیگر شرکاء میں مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا عبد الصمد رحمانی راورکیلا، مولانا محمد تسلیم رحمانیؒ جامعہ رحمانی مونگیر اور مولانا محمد طاہر حسین گیاوی کے نام قابل ذکر ہیں، ۲/محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۸/ستمبر ۱۹۸۵ء میں دو استاذ کے ذریعہ تعلیم کا آغاز ہوا، پینسٹھ لڑکوں نے پہلے مرحلہ میں داخلہ لیا اور مدرسہ چل پڑا، وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کے قیام کے بعد اس کا الحاق وفاق سے ہوگیا، اور عربی درجات کے امتحانات وفاق کے ذریعہ ہوتے رہے ہیں، ماسٹر محمد ظہیر عالم صاحب نے اس مدرسہ کی ترقی کے لیے اپنی ساری توانائی صرف کردی، جب قویٰ مضمحل ہوگیے اور کام کو آگے بڑھانے کی سکت نہیں رہی تو باوقار انداز میں استعفیٰ دے کر الگ ہوئے، ان دنوں اس مدرسہ کو مفتی محمد لقمان صاحب سنبھال رہے ہیں۔ مدرسہ کے احاطہ میں عالی شان مسجد کی تعمیر میں بھی ماسٹر صاحب کی کوشش کا بڑا عمل دخل رہا ہے، ان کے یہ دونوں کام آخرت میں ان کے لئے صدقۂ جاریہ کے لئے کافی ہیں۔

ماسٹر صاحب سے میری ملاقات قدیم تھی، امارت شرعیہ آنے کے بعد روابط میں اضافہ ہوا، وفاق المدارس سے مربوط ہونے کی وجہ سے وہ مجھ سے مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کرتے رہتے تھے، وہ اچھے اخلاق کے مالک تھے، سنجیدگی، کم گوئی، تواضع اور انکساری ان کی شناخت تھی، وہ مشکل حالات میں بھی خود پر قابو رکھتے تھے اور غصہ میں کبھی آپے سے باہر نہیں ہوتے تھے، لمبا قد اور چھریرے بدن کی وجہ سے چلنے میں تیز رفتاری تھی اور ساتھ میں چلنا ہوتا تو کئی لوگ ان کا ساتھ نہیں دے پاتے تھے، قدم میں بھی اور عمل میں بھی۔

انہوں نے اپنی خدمات کا میدان اپنے علاقہ کو بنایا تھا، وہ نان پور اور قرب وجوار کی ملی، تعلیمی سرگرمیوں سے جڑے ہوئے تھے، انہوں نے اپنے میدان کار میں اضافہ کی کبھی فکر نہیں کی اور شہرت ونا موری کی ہوس سے کوسوں دور رہ کر اپنے کو ضلع سیتامڑھی تک ہی محدود رکھا، اس کی وجہ سے وہ اپنی ذمہ داریوں کو خاطر خواہ انداز میں ادا کرسکے، کم وبیش اسی (۸۰) سال عمر پائی اور پھر جوار رحمت میں چلے گیے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کے حسنات کو قبول کرے، سیئات سے درگذر فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو صحیح سمت میں جاری رکھنے کا حوصلہ پس ماندگان کو بخشے۔ آمین۔

کتابوں کی دنیا : مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

منتخب دعائیں

دعائیں، عبادت کا جوہر ہیں، ان سے جہاں معرفت اور قربت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں، وہیں بندوں کے جائز حاجات کی تکمیل ہوتی ہے، اس لئے ہر بندہ کو اپنی چھوٹی بڑی تمام ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اور اس یقین کے ساتھ الحاح وزاری کرنی چاہیے کہ خالق کائنات محروم نہیں فرمائیں گے، کیونکہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ "ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجاب" اللہ سے دعا کرو اور قبولیت کا یقین رکھو، مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لا پرواہ دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کو قبول نہیں کرتا ہے، اس لیے دعاء ایمان ویقین کے جذبے سے ہو، دل اللہ کی عظمت وکبریائی سے لبریز ہو، جسم کی ظاہری حالت پر بھی خدا کا خوف پوری طرح ظاہر ہو، سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، آواز پست ہو، اعضا ڈھیلے پڑے ہوں، آنکھیں نم ہوں اور تمام انداز واطوار سے مسکنت اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو جب اس کیفیت کے ساتھ دعا مانگی جائے گی تو اللہ کی رحمت متوجہ ہوگی اور دعائیں شرف قبولیت کے ساتھ نوازی جائیں گی، اسی لیے ہمارے اکابر علماء اور بزرگان دین نے دعاء کے آداب وطریقے پر متعدد قیمتی کتابیں لکھی ہیں، جو آج بھی مکتبوں اور کتب خانوں میں دستیاب ہیں، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک نئی کتاب "منتخب دعائیں" منظر عام پر آئی ہے، جس کو ہمارے قریبی رشتہ دار فاضل گرامی قدر حضرت مولانا نظام الدین نظمی صاحب سعد پورہ قلعہ مظفر پور (بہار) نے بڑی محنت، تلاش وجستجو اور تحقیق کے ساتھ مرتب کیا ہے، تاکہ قرآنی دعاؤں اور اذکار نبویہ سے استفادہ اور اس کی برکتوں کے فیض کو عام کیا جاسکے، مولانا نظمی ایک ممتاز ومتواضع بیدار مغز عالم دین اور صاحب قلم دانشور ہیں، قدرت نے انہیں لکھنے پڑھنے کا عمدہ ذوق وملکہ عطا فرمایا ہے، ان کا علم ومطالعہ بھی وسیع ہے، ماضی میں ان کی کئی نگارشات نظر نواز ہوئی، ماشاء اللہ ان کا ذوق بھی بڑا متنوع ہے، وہ سلسلہ تھانوی کے ایک بزرگ سے بیعت وارشاد کا بھی تعلق رکھتے ہیں، اس لحاظ سے وہ صاحب دل بلکہ صاحب نسبت بزرگ بھی ہیں، میں نے اکثر دیکھا کہ وہ کثرت سے اذکار واوراد بھی کرتے رہتے ہیں، چلتے پھرتے ان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی ہے، جس کی تلقین وہ اپنے متوسلین سے بھی کیا کرتے ہیں۔ اسی پس منظر میں یہ کتاب بھی مرتب کی، کتاب کے پانچ ابواب وفصول ہیں۔ باب اول میں دعاء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ باب دوم میں کسی خاص مقصد کے لئے کی جانے والی دعاؤں کے فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب سوم میں رنج وغم کے وقت دفع مضرت کی دعائیں ذکر کی گئی ہیں، باب چہارم میں عام حالات میں پڑھی جانے والی مسنون دعاؤں کے مندرجات شامل ہیں اور آخر میں قرآنی آیات اور سورتوں کے فضائل وخواص کی وضاحت کی گئی ہے۔ کتاب کی ابتداء میں فاضل مؤلف کا پیش لفظ ہے، اس کے بعد پروفیسر محمد معراج الحق برق سابق استاذ شعبہ اردو وفارسی آر ڈی ایس کالج مظفر پور کی جامع تحریر وتقریظ ہے، اس کے بعد پھر مؤلف موصوف کا تفصیلی مقدمہ ہے، اس سلسلہ میں میرا ذاتی تاثر یہ ہے کہ اگر مؤلف پیش لفظ اور مقدمہ کو یکجا کرکے شائع کردیتے تو مقصد واضح ہوجاتا، مقدمۂ کتاب اور قارئین کی کتاب سے دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کے سرورق پر مؤلفہ......طبع ہے، جو مؤلف کی تانیث ہے، مذکر کی جگہ مؤنث کی تعبیر اختیار کرنا بلاغت کی اصطلاح میں تشبیہ معکوس ہے۔ تیسری بات یہ کہ دعا اور ذکر میں فرق ہوتا ہے، دعا میں اللہ سے بندہ طلب حاجت کی فریاد والتجا کرتا ہے، جبکہ ذکر وتسبیح کے ذریعہ قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے، قربت الٰہی کے برکات حاصل ہوتے ہیں، اس لئے اصحاب تصوف نے ذکر خفی کو معرفت الٰہی کا ذریعہ تصور کیا ہے، کتاب میں اس فرق کو ملحوظ رکھا جانا چاہئے، اس کی وجہ سے اصل مدعا خبط ہوگیا ہے، یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ دعاؤں کی ترتیب میں پہلے قرآنی دعاؤں کو شامل کرنا چاہئے، پھر اعمال مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کو درج کرنا چاہئے، گرچہ کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں صرف منتخب دعاؤں کو ہی شامل کیا گیا ہے، مگر اس انتخاب میں بھی بہت سی کارآمد اور مقبول دعائیں شامل ہونے سے رہ گئی ہیں، اس سلسلہ میں امام نووی کی کتاب "الاذکار" اور حضرت تھانوی کی "مناجات مقبول" سے بعض دعاؤں کے اقتباسات مفید ثابت ہوں گے، آئندہ کے اڈیشن میں اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، سرسری طور پر جو چیزیں قابل توجہ نظر آئیں ان کا یہاں اجمالاً تذکرہ کردیا، تاہم ان تسامحات کے باوجود دعاء، وقتِ دعاء، طریقۂ دعاء اور قبولیت کے موضوع پر ان کی کاوش قابل قدر ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور ہر مسلمان کے مطالعہ میں بھی آئے، کیونکہ اس کی جہات بخش خوشبو کا اندازہ اس کے مطالعہ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے، اس کے لئے فاضل مؤلف حضرت مولانا نظام الدین نظمی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں، کتاب کی طباعت اور کاغذ معیاری ہے، کمپوزنگ بھی جلی اور خوبصورت ہے، کتاب کا حسن ظاہر ہر طرح لائق تعریف ہے۔ ۱۲۸/صفحات پر مشتمل اس کتاب پر اس کی قیمت ایک سو روپے طبع ہیں، جو قدرے مناسب ہے، ضرورت منداصحاب مدرسہ احمدیہ حنفیہ، قاضی چک، صاحب گنج، مظفرپور (بہار) کے پتہ پر طلب کرسکتے ہیں اور اگر براہ راست مؤلف کتاب سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کے موبائل نمبر 9955536170 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

وضاحت:

ایم بی بی ایس اور بی ڈی ایس میں داخلہ کے لئے ہونے والے مقابلہ جاتی امتحان نیٹ (NEET) 2020 میں سات سو بیس نمبرات میں سے چھ سو سے زائد نمبرات حاصل کرنے والے رحمانی تھرٹی کے طلبہ وطالبات کی تعداد تینتیس (۳۳) ہے۔

کمپوزر کی غلطی سے گذشتہ شمارہ میں یہ تعداد تیئیس (۲۳) درج ہوگئی ہے، ادارہ اس چوک کے لیے معذرت خواہ ہے۔

انسان اپنے آپ کو پہچان

مولانا سعیدالرحمن الاعظمی ندوی

جب ہم اس وسیع ترین دنیا میں اللہ کی افضل ترین مخلوق کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ مخلوق انسان ہی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں تخلیق انسانی کے مراحل ومنازل کا تذکرہ پورے اختصار واجمال کے ساتھ بیان فرمایا ہے ''پھر ہم نے اس کو دوسری ہی مخلوق بنادیا، وہ کیسی بڑی شان ہے، اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے'' اگر انسان کائنات کی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت نہ رکھتا، تو اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت نہ بڑھاتا اور اس کے مقام کو بلند نہ کرتا، اس شرط کے ساتھ وہ اپنی اس عقل سلیم کا صحیح استعمال کرے، جس کے ذریعہ خیر وشر، نفع وضرر اور بھلے برے کے درمیان فرق کرسکے، اور اللہ کے متعین کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے، تاکہ وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوکر زندگی گذار سکے اور اپنی دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو وہ اپنے مقام ومرتبہ کو پہچانے اور اپنے رب سے انسانوں کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہئے اس سے بھی آگاہ رہے اور اپنے فرض منصبی کا جائزہ لیتا رہے، وہ اپنی ذمہ داری کا بھی احساس رکھے، پھر یہ کہ اس کے اپنے حقوق وفرائض ہیں جو انسان کی سعادت وکامیابی اور پوری مخلوق پر اس کی برتری کے لئے ثابت شدہ ضمانت کی حیثیت رکھتی ہیں، اور یہی وہ انسان ہے جو اپنے رب کریم سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے، یہی وہ بشر ہے جو اپنی خواہشات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کامل شریعت اور طور طریق کے تابع بنادیتا ہے۔

انسان کی دوسری قسم وہ ہے جو اپنی خواہشات کی تابع ہے، اتباع نفس کے فریب ودھوکے اور شیطان کے بہکاوے اور پھندے میں ہے، گویا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی، وہ اپنی حیثیت اور اپنے مرتبے سے ناآشنا اور نابلد رہا، دنیوی زندگی میں وہ اپنے کردار سے ناواقف ہو، وہ تو صرف اپنی گھٹیا تمناؤں، برے خیالات وباطل تصورات، غلط نظریات، بے بنیاد وبے کار مقاصد اور حقیر لذتوں کا شکار بنا، وہ ظلم کے طریقے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، صرف وہ اپنی مفاد پرستی کی خاطر اور اقتدار کی ہوس میں نیز عیش پرستی سے زندگی بسر کرنے کے لئے ہر طرح کے اخلاقی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور انسانی قدروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

اسلام انسانیت کی اصلاح اور انسان کو نظام تکوینی سے مربوط رکھنے کے لئے آیا، گھٹیا معیار سے اعلیٰ اقدار کی طرف نکالنے کے لئے آیا اور انسانی جرائم اور اخلاقی بیماریوں سے نکال کر اس کو عزت وعظمت کی بلندیوں پر پہنچانے کے لئے ظہور پذیر ہوا، وہ عالمی معاشرہ جو ماقبل اسلام، بے راہ روی کا شکار تھا وہ صرف اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے، جس کی اصلاح نہ کسی علم سے ممکن تھی اور نہ کسی تہذیب کے ذریعہ، اور نہ ہی کسی طاقتور ملک اس کی اصلاح کرسکا، نہ یہ کسی عظیم الشان شخصیت کے بس میں تھا، اور نہ کوئی عقلی فلسفہ ہی اس پر قادر تھا جو حیوانیت کے گڑھے میں گرے ہوئے اور درندگی کے دلدل میں پھنسے ہوئے بے قیمت وبے وزن انسان کو انسانیت کا اصل مقام دے سکے، یہاں تک کہ سابقہ مذاہب بھی اس کو صحیح رخ پر لا کھڑا کرنے میں اس کا ساتھ نہ دے سکے، اسلام ہی ہے جو انسانیت کی تعمیر کرتا ہے، اس کا شیوہ یہی ہے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، وہ لوگوں تک بھلائی اور خیر کو عام کرے، یہی وہ اسلام ہے جس نے انسان کو اس کے بلند مقام ومرتبہ سے روشناس کرایا، زندگی کی تعمیر اور مثالی معاشرہ کے بنانے میں اس کے عظیم کارنامہ اور کردار کا صحیح تعارف کرایا، اور اس کو ایسے طریقے سکھائے جن کو اختیار کرکے دنیا کو ایک نئی زندگی اور ولولہ عطا ہو، لوگ اس شخص کے اندر موجود بے بہا صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں، اور نیک انسانی مقاصد کو بروئے کار لاکر اپنی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں، ان کی شان امتیازی محبت وایمان، تواضع وخاکساری، عدل وانصاف اور نصیحت وخیر خواہی ہو، ان میں اللہ کے راستے میں جان ومال کی قربانی پیش کرنا اور ہر قسم کے فضائل ومناقب کی نشر واشاعت بھی شامل ہو۔

اس طرح انسان نے اپنی کھوئی ہوئی قیمت کو پہچانا، اور اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کرکے سعادت وخوش بختی کے درجات کو حاصل کیا جن کی طرف اسلام نے اس کی توجہ مبذول کرائی اور ان کے ذریعہ زندگی کے رخ کو زندگی کے تمام معاملات میں شر سے خیر کی طرف، ذلت سے عزت کی طرف، غلو پسندی سے اعتدال پسندی کی طرف اور خرابی وبگاڑ سے توازن وسنجیدگی کی طرف پھیر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بقاء، زندگی کے سکون وقرار، انسانیت کی ہدایت اور اس کی تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کا فیصلہ فرمادیا ہے، چنانچہ یہ کفر وشرک کی تاریکیوں سے ایمان کی کشادگی ووسعت کی طرف اور جہالت وضلالت کے راستوں سے علم وخوش نصیبی کی شاہراہ کی طرف ایک عظیم انسانی تبدیلی تھی، اس حقیقت وصداقت کو دیکھ کر اس کی بصارت ودور اندیشی لوٹ آئی اور اس میں جلوہ گر ہوئی جس نے اب تک اس سے ہٹ کر اس کو اپنائے بغیر زندگی بسر کی تھی، اب اس پر اسلام کا درخشندہ وتابناک ستارہ جگمگاتا ہے اور اس کے سامنے ایمان وفرمابرداری والی زندگی کی فرمانروائی ہوتی ہے، یہ تو صرف اور صرف خدا کی قدرت وکاریگری ہے جو اس پر ایسی وسیع تر اور ہمہ گیر زندگی کا مقصد واضح اور روشن کررہی ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر جگہ دنیا وآخرت کی کامیابی وسعادت کی ضامن ہے۔

انسانی زندگی اور وجود کائنات کے راز کو سمجھ چکا ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق اپنے رب سے پریشانی وخوشحالی اور فائدہ ونقصان ہر حالت میں جڑا ہوا ہے اور ایمان ویقین کی بنیاد پر قائم ہے، اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ خوش بختی وکامرانی کا راستہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو اللہ کی عبادت وفرمانبرداری کرنا چاہتا ہے، اور ان تمام ہدایات ونصائح اور تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق وحی عطا کی گئی ہیں، یہیں سے انسان اپنی زندگی کا سفر از سر نو شروع کرتا ہے اور اس راستہ کو بدل ڈالتا ہے جن کو وہ پہلے بغیر ہدایت کے خواہشات نفسانی اور شیطان کی پیروی میں اپنائے ہوئے تھا، اب وہ ان تمام راہوں کو چھوڑ کر اللہ کے سیدھے راستے کی اتباع کرتا، اور ان عادتوں سے باز آجاتا ہے جس نے اس کو اصل راستہ سے منحرف کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اخلاق کی تعمیر جدید کے لئے، موجودہ برائیوں کی اصلاح کے لئے اور تاریک دائرہ حیات اور زندگی کے جملہ شعبوں کو روشنی عطا کرنے کے لئے شریعت کو نازل فرمایا، چنانچہ اللہ کی شریعت دائمی، ابدی اور سرمدی نعمت ہے جو زمانہ کے اسباب ومحرکات سے کبھی متاثر نہیں ہوتی، وہ کبھی بھی اپنی شناخت وحیثیت نہیں کھوتی، بلکہ طویل مدت کے باوجود بھی ہمیشہ برقرار رہتی ہے، کسی حالت میں اس کا قدم ڈگمگا نہیں سکتا، اور نہ اس کے قدم میں کبھی جنبش پیدا ہوسکتی ہے، اس فطری طریقہ کو اختیار کرکے انسان نفس پرستی اور حقیر زندگی کو چھوڑ کر اتباع حق اور سعادت وعزت والی دائمی زندگی کی طرف لوٹ جاتا ہے، اسی زندگی کے ذریعہ اس نے ایمان کی حلاوت محسوس کی ہے اور تقویٰ کی لذت پائی ہے، نیز انسانیت کے ذریعہ پائے تکمیل تک پہنچا، اور اس کا مقام ومرتبہ مخلوق کے مابین بلند ہوا، ارشاد ربانی ہے (یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت وشرف کا تاج عطا کیا، اور ان کو خشکی وتری ہر جگہ رزق عطا کئے، نیز اپنی دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی)

انسان نے زمین پر خلافت کی باگ ڈور سنبھالی، باوجود اس کے کہ فرشتوں نے اس کے بڑے عہدہ کی بخشش وعنایت پر نکیر کی، اس دلیل کے ذریعہ کہ یہ تو زمین پر فساد برپا کریں گے، اور خونریزی کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض کو مسترد فرمادیا، اور ان سے جواباً یوں عرض کیا ''جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے'' کیا یہ سب چیزیں اس بات پر حجت نہیں ہیں کہ انسان کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے وہ پورے عالم کا ایک ایسا عنصر اور فرد ہے جو افراد سازی کے میدان میں معمار کی حیثیت رکھتا ہے، یہی وہ صفت ہے جسے اسلام نے بیان کیا ہے، پوری زندگی میں پیش آنے والی تمام ضروریات کے لئے ایسی ایمانی تہذیب کو اپنا قائد بنایا جو ہر قدم پر اس کا ساتھ دے سکے۔

اسلام کا پیغام اور اس کی بنائی ہوئی تہذیب نیز مسائل ومشکلات کا حل نکالنے اور علمی وتہذیبی تبدیلیوں کا سامنا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے علمی اوصاف وشرائط کے اندر غور وفکر سے کام لینے والا شخص یہاں تک ضرور پہنچے گا کہ اسلام ہی انسان کا اصل رہنما اور اس کے لئے باطل تاریکیوں اور مخالف حالات میں روشنی کا ایک منارہ ہے، یہ کوئی سماجی ومعاشرتی مذہب یا دینی طریقہ یا سیاسی نظریہ اور اقتصادی فلسفہ نہیں ہے جو صرف مصائب زندگی اور گردش زمانہ سے نکلنے اور نجات دلانے میں انسان کا ساتھ دے سکے، اور اس کو مادی اور اخلاقی گراوٹوں اور انحطاط کے نتیجہ میں درپیش آزمائشوں اور پریشانیوں سے بچاسکے جس نے اسے اصل شاہراہ سے دور رکھ کر مادی زندگی کے سمندر میں غرق کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت اسلامیہ کو وجود بخشا ہے جو ہر فساد کی اصلاح، انفرادی واجتماعی انسانی زندگی میں ظلم وستم کے خاتمہ اور تمام زمانوں میں ہر جگہ حیات بشریت کی خوش بختی وفلاح اور شان وشوکت کی ضمانت لیتی ہے، اگر یہ بلند ترین مقاصد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زندگی، کائنات اور انسان کو عطا کی گئی اسلام جیسی نعمت کے بارے میں کوئی اور فیصلہ فرماتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک ایسا مکمل دائمی اور ہمہ گیر دین بنا کر بھیجا ہے، جس کے ساتھ جزا وسزا اور حشر ونشر وابستہ ہے، اسی پر عزت وشرافت بھی موقوف ہے، اس میں بھرپور سکون واطمینان مہیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا)۔

یہ سب خصوصیات انسان کے نفع کے لئے ہیں جس نے دنیا کی قیادت باگ ڈور سنبھالی ہے، پھر یہ سارے امتیازات ان ابدی وسرمدی ارشادات وفرمودات اور نصائح کی روشنی میں اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کے لئے ہیں جن کا دارومدار کلام اللہ اور حدیث نبوی پر ہے۔

(تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے، اور خدا کو خوب خوب یاد کرے۔)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆ (اے نبی) آپ کہہ دیجئے (ایمان والوں سے کہ) اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور کاروبار جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے، اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔ (سورہ توبہ/۲۴)

☆ ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حقدار ہیں اور ان کی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ (سورۃ احزاب/٦)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی بھی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک میں اس کے والد اور اولاد سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں۔ (بخاری شریف)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہوجائے۔ (بخاری شریف)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہوجائیں، اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا؛ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے، تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔ (بخاری شریف)

محمد بن قاسم ثقفی؛ ایک ہر دلعزیز حکمراں

محمد جاوید اقبال

محمد بن قاسم ایک عظیم جنرل مشہور حکمراں اور بہادر سپہ سالار تھا، وہ ۷۱۲ء میں سندھ پر حملہ آور ہوا، بہت کم وقت میں وہ یہاں کے عوام وخواص کی آنکھوں کا تارا بن گیا، اس کی ہر دلعزیزی کا شہرہ پورے ملک میں پھیل گیا۔

محمد بن قاسم کا بچپن :

محمد بن قاسم مکہ سے ۷۵/کلومیٹر دور طائف کے قبیلہ ثقیف میں پیدا ہوئے، کچھ عرصہ کے بعد ان کے والد کا انتقال ہوگیا، ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی، بچپن سے ہی وہ بڑے تندرست وتوانا تھے، انہیں گھوڑ سواری اور اونٹ کی سواری کا شوق تھا، قبیلہ ثقیف وہی قبیلہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اسلام کا پیغام لے کر طائف گئے تو جن قبائل نے آپ کی مخالفت کی ان میں یہ قبیلہ بھی پیش پیش تھا، لیکن کچھ برسوں کے بعد اس پورے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا، اسی وجہ سے انہیں محمد بن قاسم ثقفی کہا جاتا ہے، ان کے چچا کا نام حجاج بن یوسف تھا، وہ شروع میں معلم تھا، لیکن بعد میں خلیفہ عبدالملک کی فوج میں شامل ہوگیا، وہاں اس نے اپنی قابلیت، ذہانت اور بہادری کے جوہر دکھائے اور ترقی کر کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ گیا، حجاج اپنے بھتیجے کی ذہانت اور شوخی طبیعت سے واقف تھا، اس نے اپنی بھابی سے درخواست کر کے محمد بن قاسم کو اپنی سرپرستی میں لے لیا، وہ اسے گھر پر تعلیم دیتا، جب اور کچھ بڑا ہوا تو حجاج نے اسے اپنے ساتھ رکھنا شروع کردیا، اپنے چچا کے ساتھ رہ کر محمد بن قاسم نے فوجی مشقیں اور لڑائی کے گُر سیکھ لئے۔

محمد بن قاسم کے حملے کے وقت ہندوستان کے حالات:

محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت نہ صرف سندھ بلکہ پورے ہندوستان میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی، پورے ملک کے چھوٹے چھوٹے علاقوں پر راجا مہاراجہ حکومت کرتے تھے، یہاں بودھ مذہب کا غلبہ تھا، پہلے بودھوں نے برہمنوں پر ظلم وستم ڈھائے، زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ برہمنوں نے طاقت پکڑ لی اور ردعمل کے طور پر بودھوں کا قتل عام کیا، یہاں تک کہ جو شخص ایک بدھ کو قتل کرتا اسے ایک سونے کا سکہ دیا جاتا تھا، سندھ پر مختلف راجاؤں نے حکومت کی، آخر میں راجہ کا چھوٹا بیٹا داہر راجہ بنا، اس نے نجومیوں کے کہنے پر اپنی سگی بہن سے شادی کرلی، جس کی وجہ سے عوام میں بادشاہ کے خلاف نفرت پرورش پانے لگی۔

ایک تکلیف دہ سانحہ:

عربوں کے سری لنکا کے عوام وخواص سے تجارتی تعلقات تھے، اسلئے بہت سے عرب وہاں جابسے تھے، اسی زمانے میں عربوں کا ایک قافلہ بحری جہاز سے عراق جارہا تھا، جس میں مرد، عورت اور بچے بھی شامل تھے، قافلہ کا سفر سندھ کے راستہ سے جاری تھا کہ اچانک دیبل کے مقام پر کچھ بحری ڈاکوؤں نے قافلہ کا نہ صرف سامان لوٹا بلکہ ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا، قیدی قافلے کی ایک عورت نے یہ خبر کسی مسافر کے ذریعہ عراق بھجوادی، اس وقت عراق کا گورنر حجاج بن یوسف تھا، اس کو جب یہ خبر ملی تو وہ تڑپ اٹھا اور سندھ کے راجہ داہر کو ایک خط لکھا جس میں کہا گیا کہ ان ڈاکوؤں کو سزادی جائے اور مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے عراق بھیج دیا جائے، راجہ داہر نے حجاج کو مایوس کن جواب دیتے ہوئے لکھا کہ ڈاکو اس کی گرفت سے باہر ہیں، چنانچہ حجاج نے ایک بڑی فوج جو سات ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا تیار کی، بہت غور وفکر کے بعد بالآخر اس فوج کا کمانڈر محمد بن قاسم کو بنایا، محمد بن قاسم کی عمر اس وقت صرف ۱۷/سال تھی۔

حجاج نے محمد بن قاسم کو سپہ سالار مقرر کرنے کے بعد فوج کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا اس عظیم ہستی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور ہماری رہنمائی کے لئے اپنے رسول بھیجے، جن میں آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی، مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے کچھ مردوں وعورتوں اور بچوں کو سندھ کے ڈاکوؤں نے قید کرلیا ہے، میں اس وقت آرام سے نہ بیٹھوں گا جب تک یہ ہمارے بھائی بہن اور بچے آزاد نہیں ہوجاتے، اسی کام کے لئے میں آپ سب کو روانہ کررہا ہوں، اس راہ میں جتنی دولت خرچ ہوجائے میں اس سے دریغ نہیں کروں گا، اس نے سپاہیوں میں تحفے تحائف تقسیم کیے اور سپہ سالار سے کہا کہ شام سے مزید چند ہزار فوج تم سے فلاں مقام پر ملیں گے، اس کے علاوہ دو بڑی منجنیقیں (توپیں) بھی فراہم کیں، جو بڑے بڑے پتھر دور تک پھینکتی تھی، سندھ میں ایک شخص محمد حارث علاقی تھا جو داہر کے ساتھ تھا، داہر کے مشورے سے وہ بھی عربوں کے خلاف لڑا؛ لیکن فتح یاب نہ ہوا، اسی درمیان حجاج کا ہدایت نامہ محمد بن قاسم کو ملا جو پڑھ کر سنایا گیا، اس نے لکھا تھا کہ دشمن سے ہمیشہ ہوشیار رہو، جہاں طویل قیام کرو وہاں خندق کھود لو تاکہ دشمن حملہ نہ کرسکے، اللہ کو ہمیشہ یاد رکھو اس کا ذکر کرتے رہو، جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ انہیں ذلیل نہیں کرتا، نمازیں پڑھو، اللہ سے دعائیں کرتے رہو، دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے خاموش رہو، دشمن اگر فحش کلمے بکے تو تم اس لہجے میں جواب نہ دو، اگر دشمن ہاتھیوں پر سوار ہوکر آئے تو اپنی فوج کو ٹکڑوں میں بانٹ کر تیروں سے مقابلہ کرو، تیر ہاتھیوں کی آنکھوں میں مارے جائیں، جب فتح ہوجائے تو مال ومتاع کو اپنی ملکیت نہ سمجھو، فوج کی ہر ضرورت پوری کرو، فوج کو مال غنیمت دو، اس کے علاوہ جو مال بچے وہ رعایا کا ہے، اس میں تقسیم کرو، ان کی فلاح وبہبود پر خرچ کرو، تاجروں اور کاشتکاروں کا خیال کرو، ان کو آسانیاں فراہم کرو، جو لوگ تم سے امان چاہیں ان کو امان دو، دشمنوں سے ہوشیار رہو، راجہ مہاراجاؤں سے جو عدہ کرو اسے پورا کرو، اس سے تمہارا اعتماد بڑھ جائے گا اور نفرتیں کم ہوں گی۔

محمد بن قاسم اپنی فوج کو لے کر سندھ کے شہر دیبل پہنچ گیا، وہاں دشمن فوج سے مقابلہ ہوا، آٹھ دن تک لڑائی جاری رہی، اتفاق سے دشمن کے کچھ لوگ گرفتار ہوئے، انہوں نے بتایا کہ جب تک دیبل کے بت خانے کا جھنڈا انہیں گرادیا جاتا فتح نہیں مل سکتی، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جوتش کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسلمان اس جنگ میں فتح حاصل کریں گے، اس سے فوج میں اور جوش پیدا ہوگیا اور بت خانے کے جھنڈے کو کسی طرح گرادیا گیا، اس کے بعد دشمن کو شکست ہوتی چلی گئی، قلعہ کو فتح کرلیا گیا جس میں وہ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے قید بنا کر رکھے گئے تھے، ان سب کو آزاد کرایا گیا، راجہ داہر بھی فوج میں شامل تھا، اس کو بھی قتل کردیا گیا، اس طرح محمد بن قاسم میدان جنگ میں انتہائی نڈر اور بہادر لیکن حالات امن میں رحم دل اور حلیم واقع ہوا تھا، اس نے اپنے جانی دشمن کو بھی امان دی اور معاف کردیا، عوام کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا ان کی فلاح کے کام کئے۔

چھوٹے بڑے راجہ عوام پر ظلم کرتے تھے ان کی حیثیت بھیڑ بکریوں سے زیادہ نہ تھی، وہ سب محمد بن قاسم کے ہم نوا ہوگئے، بلکہ کثیر تعداد میں اس کی فوج میں شامل ہوکر خود اپنے حکمرانوں کے خلاف لڑے، محمد بن قاسم نے ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کی بلکہ اپنے حسن اخلاق سے ان کا دل جیت لیا۔ محمد بن قاسم نے فوج کی بھی ایسی تربیت کی کہ اس نے عوام پر ظلم کرنے کے بجائے ان کے امن وامان کا خیال رکھا، ان کے مسائل کو حل کیا، محمد بن قاسم کا رویہ مسلم فوج کی مساوات دیکھ کر اس ملک کے عوام نے اسلام قبول کرلیا۔

محمد بن قاسم گاہ بگاہ عوام وخواص کو ایک میدان میں جمع کرتا، ان کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کرتا، قرآن پاک کی اس تعلیم کو بار بار دہراتا کہ اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے، نہ کوئی چھوٹا بڑا ہے۔ وہی زیادہ قابل عزت ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ محمد بن قاسم کی اس بات نے لوگوں کے دلوں کو موم کردیا، راجہ داہر کے کئی وزراء نے اطاعت قبول کی، ان کو انعام واکرام سے نوازا گیا، کچھ دنوں کے بعد ان کو اعلیٰ عہدے بھی دیئے گئے، اگرچہ غیر مسلم کو مذہب کی کامل آزادی دی گئی البتہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ان پر جزیہ لگایا گیا، مالدار لوگوں پر بارہ روپے سالانہ، متوسط لوگوں پر چھ روپے اور کم حیثیت لوگوں پر تین روپے سالانہ۔ اس کے بدلے میں ان کو پورا طرح تحفظ عطا کیا گیا، ان کو آزادی دی گئی کہ وہ چاہے فوج میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ ان کو اس کی بھی کامل آزادی دی گئی کہ وہ اپنے رسم ورواج پر چلیں، جن تاجروں اور کسانوں کو اس لڑائی میں نقصان پہنچا تھا ان کی بھرپائی کی گئی کہ اگر وہ ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دیں گے تو یہ سلسلہ ان کی نسلوں تک جاری رہے گا۔

محمد بن قاسم کا واپس بلایا جانا:

۷۱۴ء کے اخیر میں حجاج کا انتقال ہوگیا، کچھ عرصے کے بعد ولید بن عبدالملک بھی انتقال کرگیا، اس کے بعد سلیمان عبدالملک خلیفہ بنا، اسی لئے محمد بن قاسم کو بھی ہندوستان سے واپس بلالیا، محمد بن قاسم جانتا تھا کہ اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے گا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہندوستان میں اس کا اتنا دبدبہ ہے کہ عوام اس کا ساتھ دیں گے لیکن پھر بھی خلیفہ کی اطاعت قبول کرنا پسند کیا، چنانچہ خلیفہ نے حجاج کی عداوت میں محمد بن قاسم کو بھی قتل کرادیا، محمد بن قاسم کے بارے میں جب عوام کو پتہ چلا کہ وہ واپس جارہا ہے تو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس نے اس کے غم میں آنسو نہ بہائے ہوں۔

محمد بن قاسم کی مقبولیت اس کے قول وفعل کی ہم آہنگی، عوام کو مذہبی آزادی اور باصلاحیت غیر مسلموں کو اعلیٰ عہدوں پر مقرر کرنا، تاجروں، کسانوں کو آسانیاں فراہم کرنا تھا، یہ ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے محمد بن قاسم نے ہندوستان کے عوام وخواص کے دلوں پر حکومت قائم کیا، اس نے صرف تین سال حکومت کی؛ لیکن عوام وخواص کے دلوں کو مسخر کرلیا۔

کاموں کی تین قسمیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی کام ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جن میں کچھ نفع اور فائدہ ہے، چاہے دین کا فائدہ ہو یا دنیا کا فائدہ ہو، دوسرے وہ کام ہیں جو مضرت والے اور نقصان دہ ہیں۔ ان میں یا تو دین کا نقصان ہے یا دنیا کا نقصان ہے اور تیسرے وہ کام ہیں جن میں نہ نفع ہے اور نہ نقصان ہے، نہ دنیا کا نفع، نہ دین کا نفع، نہ دنیا کا نقصان، نہ دین کا نقصان، بلکہ فضول کام ہیں، اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ان کاموں کا تعلق ہے جو نقصان دہ ہیں، ظاہر ہے کہ ان سے تو بچنا ضروری ہے اور اگر غور سے دیکھو تو کاموں کی یہ جو تیسری قسم ہے۔ جس میں نہ نقصان ہے اور نہ نفع ہے، وہ بھی حقیقت میں نقصان دہ ہیں۔ اس لئے کہ جب تم ایسے کام میں اپنا وقت لگا رہے ہو جس میں کوئی نفع نہیں ہے، حالانکہ اس وقت کو تم ایسے کام میں لگا سکتے تھے۔ جس میں نفع ہو تو گویا کہ تم نے اس وقت کو برباد کردیا اور اس وقت کے نفع کو ضائع کردیا۔

بخشش کا سامان

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (۶۲۷ھ-۱۲۲۹ء) روایت کرتے ہیں کہ ایک بزرگ نے سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن شریف کا ایک ورق رکھا تھا، میں خیال کیا یہاں قرآن شریف کا ایک ورق رکھا ہوا ہے سونا نہ چاہیے، پھر دل میں خیال آیا کہ ورق کو کہیں اور رکھوادوں اور خود یہاں آرام کروں، پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کی جگہ تبدیل کروں، اس ورق کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا اور تمام رات جاگتا رہا۔ میں نے کلام پاک کے ساتھ جو ادب کیا اس کے بدلے حق تعالیٰ شانہ نے مجھ کو بخش دیا۔ (دلیل العارفین، مجلس پنجم ص:۲۲)

اپنے آپ کو اسمارٹ فون کی لت سے باہر نکالیے، یہ آپ کو تباہ کردے گی

چیتن بھگت (ترجمہ نایاب حسن)

عزیز دوستو! مجھے نہیں معلوم کہ ایک بڑے اخبار میں شائع ہونے کے باوجود یہ خط آپ تک پہنچے گا بھی یا نہیں۔ آپ میں سے بہت سے لوگ اپنے فون میں مشغول ہوں گے، ویڈیو دیکھ رہے ہوں گے، ویڈیو گیم کھیل رہے ہوں گے، اپنے دوستوں کے ساتھ چیٹ کررہے ہوں گے، سوشل میڈیا پر کمینٹ کررہے ہوں گے یا سلیبریٹیز کی پروفائلز کو سکرول کررہے ہوں گے۔ ایسے میں ایک مضمون پڑھنا یقیناً آپ کی ترجیحات کی لسٹ میں سب سے نیچے ہوگا۔ پھر بھی اگر اس تحریر پر آپ کی نظر پڑے، تو آپ اسے ضرور پڑھیں، یہ اہم مضمون ہے اور اس کا راست تعلق آپ کی زندگی سے ہے، آپ فون پر اپنی زندگی برباد کررہے ہیں۔ ہاں! آپ ہندوستان کی پہلی نوجوان نسل ہیں، جسے اسمارٹ فونز اور سستا انٹرنیٹ ڈیٹا ملا ہوا ہے اور آپ اس پر روزانہ گھنٹوں صرف کرتے ہیں۔

موبائل فون کے سکرین پر صرف کیے جانے والے وقت کا جائزہ لیں، تو روزانہ کے حساب سے پانچ سات گھنٹے بنتے ہیں۔ جو لوگ ریٹائر ہیں یا اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں، وہ موبائل فون پر گھنٹوں صرف کر سکتے ہیں، مگر ایک نوجوان، جسے ابھی اپنی زندگی بنانی ہے، وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ پانچ گھنٹے آپ کی حالتِ بیداری کا ایک تہائی اہم حصہ ہے یا یہ کہیں کہ آپ کی زندگی کا ایک تہائی حصہ ہے، سگریٹ یا دوسری منشیات کی طرح یہ فون کی لت بھی آپ کی زندگی کے ایک حصے کو کھاتی جارہی ہے، اگر ایسا ہی چلتا رہا، تو آپ کی پوری نسل ایک Fogotten (فراموش شدہ) نسل بن کررہ جائے گی، ایک ایسی نسل جسے 4G کی لت لگی ہوئی ہے، جس کا زندگی میں کوئی ہدف نہیں اور جو اپنی قوم وملک کی ضروریات کے تئیں جاہلِ مطلق ہے۔

فون کی لت کے درج ذیل تین بنیادی منفی اثرات ہیں:

(۱) سب سے پہلا تو یہ کہ یہ وقت کی بربادی کا باعث ہے، جسے کسی دوسرے نفع بخش کام میں استعمال کیا جاسکتا ہے، آپ تصور کیجیے کہ اگر روزانہ فون پر استعمال ہونے والے تین گھنٹے آپ بچاتے ہیں اور انھیں کسی دوسرے کام مثلاً ورزش، کوئی ہنر سیکھنے، مطالعہ کرنے، کوئی اچھی جاب تلاش کرنے، کوئی کاروبار شروع کرنے میں استعمال کرتے ہیں، تو اس سے آپ کو کتنا فائدہ ہوسکتا ہے اور آپ کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتے ہیں!

(۲) دوسرا یہ کہ فون پر بیکار چیزیں دیکھنے سے آپ کی قوتِ مدرکہ متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے دماغ کے دو حصے ہیں: ایک جذباتی اور دوسرا ادراکی یا علمی؛ تندرست اور صحیح سالم دماغ وہ ہے، جس کے دونوں حصے کام کرتے ہوں، جب آپ بیکار چیزیں دیکھتے ہیں، تو آپ کے دماغ کے علمی حصے پر منفی اثر پڑتا ہے اور اس کی قوتِ کار کم ہوتی جاتی ہے، پھر بتدریج آپ کی قوتِ فکر، قوتِ استدلال ختم ہونے لگتی ہے، آپ کے اندر مختلف نقطہ ہائے نگاہ کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رہتی، مختلف حالات کو سمجھنے اور برتنے کی قوت نہیں رہتی، مثبت ومنفی احوال کی درست تشخیص اور اس کے مطابق فیصلہ لینے کی صلاحیت نہیں رہتی۔

جب آپ کے دماغ کی قوتِ مدرکہ کام کرنا بند کردیتی ہے، تو پھر آپ صرف اس کے جذباتی حصے سے کام لیتے ہیں، سوشل میڈیا پر برپا ہونے والے تنازعات، پولرائزیشن، سلیبریٹیز یا سیاست دانوں کے تئیں بہت زیادہ محبت یا نفرت کا اظہار، کسی خاص ٹی وی اینکر کا مشہور ہونا یہ سب وہ مقامات ہیں، جہاں دماغ کے جذباتی حصے سے کام لیا جاتا ہے اور علمی ومنطقی حصے سے کام نہیں لیا جاتا، جو لوگ محض جذباتی سوچ سے کام لیتے ہیں وہ زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاتے۔ اس سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اپنے دماغ کو بیکار چھوڑنے کی بجائے اسے زیادہ سے زیادہ نتیجہ خیز امور میں استعمال کیجیے۔

(۳) تیسرا یہ ہے کہ مسلسل گھنٹوں سکرین پر گزارنے سے آپ کا حوصلہ اور انرجی کم ہوتی جائے گی۔ زندگی میں کامیابی تب ملتی ہے، جب کوئی ہدف مقرر کیا جائے، اس کے تئیں پرامید رہا جائے اور اس کے حصول کے لیے جاں توڑ کوشش کی جائے۔ جبکہ مستقل موبائل اسکرین سے چپکے رہنا آپ کو سست بناتا ہے۔ آپ کی شخصیت کے اعماق میں خوف کی نفسیات پیدا کردیتا ہے، پھر آپ کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے گھبرانے لگتے ہیں، آپ کو یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ کام آپ کے بس کا ہے۔

آپ اپنی اس نفسیات پر قابو پانے کی بجائے خارج میں اپنی ناکامی کے اسباب کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ اپنے دشمن تلاش کرتے ہیں مثلاً موجودہ برے سیاست دان، گذشتہ سیاست دان، مسلمان، بالی ووڈ میں چل رہی اقربا پروری، مال دار لوگ، مشہور افراد یا کوئی بھی ایسی وجہ جسے آپ اپنی ناکام زندگی کا ذمے دار ٹھہرا سکیں۔ یہ درست ہے کہ ہمارے ملک کا سسٹم خراب اور ناموافق ہے۔ مگر سوشل میڈیا پر بیٹھ کر اپنا وقت برباد کرنے سے آپ کو کچھ نہیں ملنا، ہاں اگر آپ اپنی ذات پر محنت کریں، تو اس سے فائدہ ہوگا، دوسروں کی شکایت کرتے رہنے کی عادت چھوڑیے، اپنی دنیا خود بنائیے، اپنے لیے ایک بہتر زندگی بنائیے اور اپنے آپ کو ایک بہتر شخصیت بنائیے۔ سوچیے کہ کیا آپ زیادہ سے زیادہ وہ کام کررہے ہیں، جس کی آپ کے اندر صلاحیت ہے؟ کیا آپ اتنی محنت کررہے ہیں، جتنی کہ کرسکتے ہیں؟ جب تک اپنی زندگی میں کچھ کر نہ لیں، اس وقت تک کے لیے فون میں گھسے رہنے کی لت کو چھوڑ دیجیے۔ ہر کامیاب انسان نامناسب ماحول میں ہی اپنے لیے مناسب ماحول پیدا کرتا ہے، آپ بھی ایسا کرسکتے ہیں۔

بہت زیادہ نشہ آور ادویہ کے برخلاف فور جی فون رکھنے، استعمال کرنے کو قانونی جواز حاصل ہے۔ بچے بھی اپنی جیبوں میں فون رکھ سکتے ہیں۔ فون کے بے شمار فائدے بھی ہیں، اس کے ذریعے آپ اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں، آن لائن شاپنگ کر سکتے ہیں، آج کل آن لائن کلاسوں کا چلن بھی بڑھ رہا ہے۔ شخصیت کی نشوونما اور سیکھنے کے لیے بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے، مگر ساتھ ہی یہ ایک نوجوان؛ بلکہ ایک پوری نئی نسل کو برباد کرنے کا سبب بھی بن رہا ہے۔ یہ ہمارے ملک کے نوجوانوں پر ہے کہ وہ اس ملک کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ ذرا آپ اس ہندوستانی نسل کا تصور کیجیے، جس کے ہاتھوں ہمارے ملک کو آزادی نصیب ہوئی، وہ کتنی سنجیدہ تھی، اس نے اپنے آپ کو ملک کی آزادی کے لیے وقف کردیا تھا، تب ہمیں آزادی ملی تھی۔

مجھے منڈل کمیشن اور ۲۰۱۱ء کی انا ہزارے تحریک اب بھی یاد ہے، تب نوجوانوں کو اپنے ملک کی فکر تھی، مگر آج کیا ہمارے نوجوانوں کو واقعی ملکی مسائل ومعاملات سے کوئی دلچسپی ہے؟ یا کیا وہ کسی خبر پر اس اعتبار سے اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ کتنی سنسنی خیز، تفریحی یا عجیب وغریب ہے؟ ابھی ہمارے ملک کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ ہم پھر سے معاشی ترقی کیسے حاصل کریں، چین ہم سے پانچ گنا زیادہ مالدار ہے، آپ گوگل پر موجود چینی شہروں کی تصویریں دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں، وہاں تک پہنچنے کے لیے ہمیں بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے، مگر کیا ہم ایسا کریں گے؟ یا ہم ایسے بے ضرر اشتہارات پر جھنجھلاتے رہیں گے، جن میں بین مذاہب شادی کے مناظر دکھائے جارہے ہیں؟ آپ لوگ اپنے کریئر پر دھیان دیں گے یا نہ ختم ہونے والے ہندو مسلم جھگڑوں پر اپنا وقت اور انرجی برباد کریں گے؟ آپ اپنی زندگی بہتر بنانا چاہتے ہیں یا بالی ووڈ کے معاملات ومسائل سلجھانا چاہتے ہیں؟

آپ کو، یعنی آج کے نوجوانوں کو خود ان سوالوں کے جواب طے کرنا ہوں گے، کوئی لیڈر، کوئی اداکار یا کوئی ہیرو ہیروئن ان سوالوں کا جواب نہیں دے گا۔ آپ اپنے آپ کو اور اس ملک کو جہاں لے جانا چاہتے ہیں، لے جائیں، مگر آپ کا مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہندوستان کو غریب، مگر بے جا اکڑفوں دکھانے والا ملک بنانا ہے، آپ کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ ہندوستان کو ایک مالدار اور منکسر الطبع ملک بنانا ہے، فون کی لت سے چھٹکارا حاصل کیجیے، اپنے آپ کو مفید کاموں میں مصروف کیجیے اور اپنی زندگی وملک کے لیے کچھ اچھا کیجیے۔ آپ ایسی نسل بنیے جو ہندوستان کو آگے لے کر جائے گی، ایسی نسل مت بنیے، جو 4G کے چکروں میں 4Gotten بن جائے۔

عصر حاضر میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معنویت

مولانا محمد جمال الدین صدیقی رشادی

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کیلئے ہر زمانہ اور ہر دور میں انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا، ان سب کا پیغام، ان کی دعوت محدود اور مخصوص قوم تک ہی رہی، سرکار دو عالم، فخر بنی آدم، امام الانبیاء، ختم المرسلین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ پوری انسانیت کے لئے ہوئی، ارشاد خداوندی ہے، قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا میرے حبیب آپ فرمادیجیے! اے لوگو میں تم سب کے لئے رسول ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت درمیان میں پانچ سو سال سے زائد کا ایک طویل زمانہ ایسا گزرا کہ مذہب سرچشمۂ ہدایت نہ رہا، قسم قسم کی برائیوں اور گمراہیوں کا دور دورہ تھا، خدائے واحد کے پرستار لات وعزیٰ کی پرستش کررہے تھے، خلق خدا عالم گیر اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہی تھی، رحمت خداوندی کو جوش آیا ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹے سے غار میں فروکش انسانیت کے ایک عظیم محسن کے ہاتھ پر گمراہیوں کا صفایا عمل میں آیا اور آپؐ کے ذریعہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو دستور حیات اور ایسا نظام زندگی کا طور طریقہ ملا جو کامل ومکمل اسوۂ حسنہ ہے، جس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی مضمر ہے، نبی اکرم صلی الہ علیہ وسلم، سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے جس گوشہ کو بھی لیجیے خواہ اس کا تعلق آپکیؐ مکی زندگی سے ہو یا مدنی زندگی سے، ذی شعور انسانوں کے لئے بے مثال نمونہ زندگی ہے، جب کبھی بھی اور جہاں بھی مسلمانوں نے آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا اور اپنی زندگی کو حیات طیبہ کے مطابق ڈھالا تو وہ کامیاب وکامران رہے اور جب بھی سیرت طیبہ چھوڑا، زوال و انحطاط کے شکار ہوئے، اور اس کی مثالیں آپ کو ہر زمانے میں ملیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ وہ بہترین نمونہ ہے جو انسانوں کو سکون وسعادت، رحم وراحت، ارفع واعلی نصب العین کی نشاندہی کرتا ہے اور انھیں اپنی منزل کا شعور بخشتا ہے، حقیقت یہ کہ انسانی معاشرہ کی اصلاح اور استحکام کے لئے رحمت للعالمینؐ کی مبارک زندگی نے جتنا مؤثر کردار ادا کیا کسی اور چیز نے نہیں کیا اور نہ ہی کرسکتی ہے، کیونکہ چودہ سو سال کے طویل عرصہ کے انقلاب نے ہزاروں کروٹیں بدلیں طبعیتوں اور مزاجوں کے پیمانے بنتے اور بگڑتے رہے، خطۂ ارض مختلف رنگ و روپ، تہذیت وتمدن، مختلف انداز معاشرت میں تبدیل اور تقسیم ہوتا رہا؛ لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، اسوہ حسنہ سب کو راس آئی، سب کو پسند آئی، سب کی ضرورتوں کی کفیل ہوئی اور سبھی یہ سمجھ گئے کہ یہ زندگی کا بہترین نمونہ میرے لیے ہے اور پھر اسی کلید فطرت نے چودہ صدی پیشتر جن مصائب ومشکلات کی عقدہ کشائی کی بالکل اسی طرح ہر دور کے تمام مشکل مسائل حیات کو حل کرسکتی ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ نہ مسائل جدید ہیں اور نہ ان مسائل کے حل کے لئے کلید جدید کی ضرورت ہے کیونکہ زمانہ ایک ہے،

زمانہ ایک حیات ایک کائنات بھی ایک ☆☆☆ دلیل کم فطری قصہ جدید وقدیم

انسانی زندگی کے جو مسائل پہلے تھے وہ آج بھی ہیں، مثلاً پہلے بھی امن وامان اور سلامتی کی ضرورت تھی آج بھی ہے، آج معاشرہ میں جتنی خرابیاں، برائیاں ہیں اور آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں انسانوں کا محبوب مشغلہ بنا ہوا ہے ان ساری خرابیوں بُرائیوں کا واحد حل صرف اور صرف پیغمبر اسلام سرکار دو عالم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مبارکہ ہی میں ہے، حضرت امام مالکؒ کا قول ہے لن یصلح اخر هذه الامه الا ماصلح بـه الاول اس امت کی اصلاح سابقہ طریقوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے، غرض دین فطرت کے آخری رسولؐ کی مقدس حیات ہر دور کے انسانوں کے لئے ایک مکمل طریق زندگی ہے، اللہ تعالیٰ ہم اہل ایمان کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم زندگی کے ہر موڑ ہر منزل پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوجائیں (آمین یارب العالمین)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

ترکی میں بھیانک زلزلہ؛ یورپی یونین کی جانب سے اظہار یکجہتی

ترکی میں ہولناک زلزلے کے بعد دنیا بھر سے اظہار ہمدردی پیغامات کے ساتھ فوری امداد کی بھی پیش کش کی گئی ہے۔ یورپی یونین کونسل کے صدر چارلس مشل نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر اپنے پیغام میں کہا ہے کہ یورپی یونین اس ضمن میں امداد فراہم کرنے کے لیے تیار ہے۔ بحیرہ ایجین میں یونان اور ترکی کے درمیانی سمندر میں پیش آنے والے شدید زلزلے کے بعد کے حالات کا بغور جائزہ لیا جا رہا ہے اور ہمارے دلی جذبات آپ کے ساتھ ہیں۔ واضح ہو کہ ترکی کے مغربی شہر ازمیر میں جمعہ کے دن آنے والے شدید زلزلے کے نتیجے میں ۲۶/افراد ہلاک اور ۸۰۰/ سے زیادہ لوگ زخمی ہو گئے ہیں۔ (یو این آئی)

وزیر اعظم کناڈا نے اظہار آزادی کی حد پر زور دیا

وزیر اعظم کناڈا جسٹن ٹروڈو نے اظہار آزادی کی حد پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں دوسروں کے احترام کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور کوشش کی جانی چاہیے کہ غیر ضروری طور پر لوگوں کی دل آزاری نہ ہو، آزادی اظہار رائے کا دفاع ضرور کیا جائے لیکن حدود کے بغیر نہیں۔ (یو این آئی)

آرمینیا اور آذربائیجان کے وزرائے خارجہ کی میٹنگ اختتام پذیر

آرمینیا کے وزیر خارجہ زوہراب نٹسا کنین اور آذربائیجان کے وزیر خارجہ زوہان بائرموف کے درمیان سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں جاری میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچ ہوگئی، آرمینیا کی وزارت خارجہ کی ترجمان انا نگڈ الایان نے یہ اطلاع دی، ابھی تک اس میٹنگ کے بارے میں کوئی تفصیلات نہیں بتائی گئی ہیں۔ (یو این آئی)

جیتنے پر سبھی لوگوں کو مفت ملے گی کورونا ویکسین: جو بائیڈن

انتخابات کہیں بھی ہوں چاہے بہار میں اسمبلی انتخابات ہوں یا پھر امریکہ کے صدارتی انتخابات لیکن کورونا کی ویکسین کا ذکر دونوں جگہ خوب ہو رہا ہے۔ بہار میں بھی بی جے پی نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے اتحاد کی حکومت بننے پر وہ بہار میں کورونا کی ویکسین مفت فراہم کریں گے۔ امریکہ میں بھی ڈیموکریٹس کے صدارتی امیدوار جو بائڈن نے کہا ہے کہ اگر وہ الیکشن جیتتے ہیں اور ان کی حکومت بنتی ہے تو سبھی امریکی شہریوں کو کورونا کا مفت میں ٹیکا مہیا کرایا جائے گا۔ (قومی آواز)

شناختی کارڈز پر ''جنسی مجرم'' لکھنا غیر آئینی ہے، امریکی سپریم کورٹ

امریکی ریاست لوئیزیانا کی سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا ہے کہ سزا یافتہ جنسی مجرموں کو جاری کی گئی سرکاری شناختی دستاویزات پر ان کی پہچان کے طور پر ''جنسی مجرم'' کی اصطلاح کا لکھا جانا غیر قانونی ہے۔ خیال رہے کہ لوئیزیانا میں یہ طریقہ کار جاری ہے کہ خاص طرح کے جنسی جرائم کے مرتکب اور اس وجہ سے سزا یافتہ افراد کو جو ریاستی شناختی دستاویزات جاری کی جاتی ہیں، ان میں متعلقہ مرد یا عورت کی تصویر کے نیچے اورنج کلر میں جلی حروف میں Sex Offender یعنی ''جنسی مجرم'' بھی لکھا ہوتا ہے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

بے قابو ڈرائیور نے مسجد الحرام کے دروازے کو ماری ٹکر، ڈرائیور گرفتار

مکہ ریجن کے سرکاری ترجمان سلطان الدوسری کے مطابق ایک تیز رفتار گاڑی بے قابو ہو کر مسجد الحرام کے بیرونی دروازے سے ٹکرا گئی جس سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تاہم گاڑی کے ڈرائیور کو فوری طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ ڈرائیور مسجد الحرام کے جنوبی حصے کے اطراف کی سڑک پر تیز رفتار میں گاڑی چلا رہا تھا کہ اچانک رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا اور دروازے سے جا ٹکرایا۔ (اکسپریس میڈیا)

سینیگال میں تارکین وطن کی کشتی ڈوبنے سے ۱۴۰/افراد ہلاک

سینیگال میں تارکین وطن کو لے جانے والی ایک کشتی کھلے سمندر میں الٹ گئی جس کے نتیجے میں ۱۴۰/افراد ہلاک ہو گئے۔ افریقی ملک سینیگال کے ساحل پر ۲۰۰/تارکین وطن کشتی کے ذریعے یورپ جانے کی کوشش کر رہے تھے کہ گنجائش سے زیادہ افراد کی موجودگی کی وجہ سے کشتی الٹ گئی۔ ۵۰/افراد کو زندہ نکالا گیا ہے، ۱۴۰/افراد ڈوب کر ہلاک ہوئے ہیں اور دس افراد لاپتہ ہیں۔ خیال رہے کہ دنیا بھر میں سالانہ ۲/ہزار سے زائد تارکین وطن اچھے مستقبل کی خاطر اپنے گھر بار چھوڑ کر یورپ جانے کی غیر قانونی کوششوں کے درمیان حادثے کا شکار ہو کر یا تو کھلے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں یا بند کنٹینرز میں دم گھٹ جانے کے باعث اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ (اکسپریس میڈیا)

آزادیٔ اظہار کے ساتھ مذاہب کا احترام بھی ضروری ہے: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کے اتحاد برائے تہذیب کے نمائندہ اعلیٰ مگیل اینجل موراتینو نے گستاخانہ خاکوں کے معاملہ میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور بے چینی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں امن اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کے لیے مذاہب کا باہمی احترام بہت ضروری ہے، مذاہب اور مقدس شخصیات کی توہین سے سوسائٹی میں منافرت اور شدت پسندی کو بڑھاوا ملتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ آزادی اظہار کا استعمال اس انداز میں ہونا چاہیے جس میں مذاہب، ان کی تعلیمات اور اصولوں کا احترام بھی ملحوظ رکھا گیا ہو۔ واضح رہے کہ فرانس میں اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے مسلسل نفرت انگیز بیانات اور اقدامات سامنے آ رہے ہیں۔ رسوائے زمانہ اخبار شارلی ہیبڈو کی جانب سے ایک مرتبہ پھر توہین آمیز خاکوں کی اشاعت، فرانس میں ان کی تشہیر اور فرانسیسی صدر کی جانب سے اسلام مخالف بیانات کے بعد مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے اور دنیا بھر میں مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ (اکسپریس میڈیا)

بزنس روزگار و کیریر

آلو اور پیاز کی خوردہ قیمتیں جلد مستحکم ہوں گی: گوئل

مرکزی وزیر برائے خوراک اور امور صارفین پیوش گوئل نے کہا ہے کہ آلو اور پیاز کی قیمتیں جلد ہی مستحکم ہونگی، ان کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درآمدات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ دس لاکھ ٹن آلو درآمد کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی آلو پر امپورٹ ڈیوٹی ۳۰/فیصد سے کم کر کے ۱۰/فیصد کر دی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ پیاز کی درآمدات کا عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے اور دیوالی تک پچیس ہزار ٹن پیاز درآمد کر لی جائے گی۔ (یو این آئی)

۹/نومبر کو پندرہویں مالیاتی کمیشن کی رپورٹ صدر کو پیش کی جائے گی

این کے سنگھ کی سربراہی میں پندرہویں مالیاتی کمیشن کی رپورٹ ۹/نومبر کو صدر جمہوریہ کو پیش کی جائے گی اور نومبر ماہ میں ہی اس کی ایک کاپی وزیر اعظم نریندر مودی کو بھی پیش کی جائے گی۔ وزارت خزانہ نے بتایا کہ پندرہویں فنانس کمیشن نے مالی سال 2021-22 سے 2025-2026 کی رپورٹ پر تبادلہ خیال مکمل کر لیا ہے۔ اس رپورٹ پر پندرہویں فنانس کمیشن کے چیئرمین این کے سنگھ اور کمیشن کے ممبر اجے نارائن جھا، پروفیسر انوپ سنگھ، ڈاکٹر اشوک لاہڑی اور ڈاکٹر رمیش چندر نے دستخط کیے ہیں۔ (یو این آئی)

آئندہ تعلیمی سیشن سے فوجی اسکولوں میں بھی او بی سی ریزرویشن نافذ

فوجی اسکولوں میں بھی اب دیگر پسماندہ طبقات (او بی سی) کے طلبہ کو داخلے میں ریزرویشن ملے گا۔ سکریٹری دفاع ڈاکٹر اجے کمار نے ایک ٹویٹ میں یہ معلومات دی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ ۱۳/اکتوبر کو وزارت دفاع کی جانب سے تمام فوجی اسکولوں کے اساتذہ کو ہدایات دے دی گئیں ہیں۔ (یو این آئی)

شاہین گروپ کورونا سے متاثر غریب ہونہار بچوں کو اسکالرشپ دے گا

کورونا کے بحران کے دوران لوگوں کی مالی حالت خراب ہونے کے پیش نظر شاہین گروپ آف انسٹی ٹیوشنس بیدر کرناٹک نے اپنے کوچنگ مراکز پر زیر تعلیم طلبہ کے لیے پانچ کروڑ روپے کی اسکالرشپ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ شاہین گروپ آف انسٹی ٹیوشنس کے چیرمین ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہا کہ وبائی مرض کی وجہ سے پورے ہندوستان میں اطفال مزدوروں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی اطلاع ملی ہے۔ دنیا بھر کے کاروباری حالات خراب ہیں ایسے میں والدین اور سرپرستوں کے لیے اعلیٰ تعلیم دلانا مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ شاہین کوچنگ مراکز پر زیر تعلیم طلبہ کے لیے پانچ کروڑ روپے کی اسکالرشپ دی جائے۔ یہ اسکالرشپ بلاتفریق دی جائیگی، البتہ کنڑا میڈیم کو ترجیح دی جائے گی۔ ان طلبہ کو بھی ترجیح دی جائے گی جن کے والدین کورونا بیماری سے فوت ہو گئے ہوں۔ شاہین سے وابستہ سبھی اداروں کے ذہین اور نادار طلبہ اس کے مستحق ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ دہلی کے سرکاری اسکولوں سے وابستہ ۵۰۰/ سے زائد وہ طلبہ جنھوں نے اس سال نیٹ کے امتحان میں تین سو سے زیادہ نمبرات حاصل کیے ہیں ان کو اس اسکالرشپ کے تحت مفت کوچنگ فراہم کی جائے گی۔ اسکالرشپ کے خواہش مند طلبہ یکم نومبر سے ادارے کی ویب سائٹ پر اپنا رجسٹریشن کرا سکتے ہیں۔ (یو این آئی)

طویل لاک ڈاؤن کی وجہ سے طلبہ کے ڈراپ آؤٹ کا بڑھا خطرہ

ملک تعلیمی اداروں کے ذمہ داران کا کہنا ہے کہ ان لاک میں جس طرح سے معمول کی زندگی کا آغاز ہو گیا ہے، ایسے میں بڑے بچوں کو تعلیم سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں تعلیمی سرگرمیاں شروع ہو گئی ہیں۔ حکومت کی طرف سے دی جانی والی مفت درسی کتابوں کی تقسیم کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے لیکن بعض ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ کورونا وبا وائرس کو لیکر ابھی بھی والدین میں کافی خوف موجود ہے۔ ایسے میں تعلیمی اور معاشی اعتبار سے کمزور اقلیتی طلبہ کے لئے اسکولوں سے ڈراپ آؤٹ کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ طویل لاک ڈاؤن اور کورونا وائرس سے پیدا ہونے والے معاشی بحران کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں ڈراپ آوٹ کا سب سے زیادہ خطرہ چھٹی جماعت کے بعد سے شروع ہوتا ہے، جو دسویں جماعت تک جاری رہتا ہے۔ حکومت نے نویں جماعت سے لیکر بارہویں جماعت تک کے بچوں کے لئے اسکول کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کئی ریاستوں میں حکومت کی طے شدہ گائیڈ لائن کے مطابق اسکولوں اور کالجوں میں معمول کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ یوپی میں اقلیتی تعلیمی اداروں نے حکومت سے مانگ کی ہے کہ درجہ چھ سے آٹھ تک کی کلاسز شروع کرنے کی فوری اجازت دی جائے۔ اگر ان کلاسز کی پڑھائی جلد نہ شروع کی گئی تو بڑے پیمانے پر ڈراپ آؤٹ ہو سکتا ہے۔ (نیوز۔۱۸)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

طب و سائنس

سردی سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر

صادقہ خان

اکثر اوقات لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ انہیں سال کے چار موسموں میں کون سا موسم زیادہ پسند ہے تو زیادہ تر افراد کا انتخاب موسم بہار ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو موسم سرما اور برف باری کا سال بھر انتظار کرتے ہیں مگر سرد علاقوں میں رہنے والے ایک ماہ بعد ہی سردی سے اکتاہٹ کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ دن کا دورانیہ کم اور طویل تر رات تو تھی ہی مگر گزشتہ کچھ عرصے میں ہونے والی ماحولیاتی تبدیلیوں کے باعث سردی کی شدت بڑھ گئی ہے جو عموماً خشک ہوتی ہے۔ چونکہ سردیوں میں دن کا دورانیہ چھوٹا ہوجاتا ہے اور شدید خشک سردی میں دھوپ کی شدت میں بھی کمی آجاتی ہے اس لیے کئی ماہ تک ایسے ماحول میں رہنے سے لوگ ڈپریشن کا شکار ہونے لگتے ہیں جس سے ان کے روزمرہ کے کام کی رفتار اور موڈ دونوں میں واضح تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

ونٹر ڈپریشن پر تحقیق کرنے والے ایک ماہر نفسیات الفریڈ لیوی کے مطابق سردیوں میں دن کا آغاز ہی دیگر موسموں کی نسبت مختلف انداز میں ہوتا ہے۔ شدید سردی میں بستر سے نکلنا کسی محاذ سے کم نہیں ہوتا، اس محاذ کو جیسے تیسے سر کر کے ہم روزمرہ کے کام شروع کرتے ہیں تو دیگر عوامل رکاوٹ بنتے ہیں جن میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

سرکیڈین کلاک۔ ہماری روزمرہ کی روٹین سے ہمارے اندر کی گھڑی کی ٹائمنگ سیٹ ہوتی ہے اسے سائنسی اصطلاح میں 'سرکیڈین کلاک' کہا جاتا ہے۔ موسم سرما میں صبح کے وقت شدید سردی، کہر یا اسموگ کے باعث صبح ۹؍بجے تک بمشکل سورج نکل پاتا ہے۔ ایسے میں آفس، اسکول یا گھر کے کام کاج کے لیے وقت پر ہی اٹھنا پڑتا ہے، مگر ہماری سرکیڈین کلاک کہتی ہے کہ ہمیں ابھی اور آرام کرنا چاہیے کیونکہ یہ گھڑی سورج کی روشنی پر چلتی ہے، اسی طرح رات جلدی ہوجاتی ہے اور شدید سردی میں لوگ گھروں میں ہیٹر یا انگیٹھی کے پاس مقید ہوجاتے ہیں، ابتدا میں مونگ پھلیوں، خشک میوہ جات اور گرم طاقتور کھانوں کے ساتھ یہ سیشنز کافی لطف دیتے ہیں مگر آہستہ آہستہ بوریت اور اکتاہٹ بڑھنے لگتی ہے۔

سیروٹانن لیول: ہمارے دماغ میں ایک خاص قسم کا سیال مادہ سیروٹانن کہلاتا ہے جو نیوروٹرانسمیٹر یا اعصابی پیغامات کی ترسیل کا کام کرتا ہے۔ موسم سرما میں سورج کی روشنی میں کمی اور طلوع وغروب کا دورانیہ کم ہونے سے اس سیال مادے میں کمی واقع ہوجاتی ہے جو براہ راست ہمارے موڈ اور کام کی رفتار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جو کسی خاص وجہ کے بغیر ڈپریشن کا باعث بنتی ہے۔

میلاٹانن لیول: سیروٹانن لیول میں کمی سے دماغ متاثر ہوتا ہے جس کا اثر پورے جسم پر پڑتا ہے اور دیگر مادوں مثلاً میلاٹونن لیول میں کمی کی وجہ سے نیند کے اوقات میں واضح تبدیلی آتی ہے یا تو بالکل نیند نہیں آتی یا پھر بہت زیادہ نیند آتی ہے اور مریض کے لیے روزمرہ کے کام سرانجام دینا مشکل ہوجاتا ہے۔

اگر آپ بھی سردیوں میں بلاوجہ گھبراہٹ یا موڈ میں تبدیلی کا شکار رہتے ہیں تو مندرجہ ذیل علامات کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آیا آپ ونٹر ڈپریشن کا شکار ہیں یا موڈ میں یہ تبدیلی وقتی اتار چڑھاؤ ہے:

۱۔ کسی خاص واقعے یا وجہ کے بغیر گھبراہٹ محسوس ہونا جو سارا دن رہے اور مسلسل کئی ہفتوں تک جاری رہے۔

۲۔ آہستہ آہستہ روزمرہ کے معمولات میں عدم دلچسپی اور وہ کام جو کبھی آپ شوق سے کرتے تھے کسی معقول وجہ کے بغیر آپ کو اچھا نہ لگے۔

۳۔ جسم میں توانائی کی کمی کے ساتھ نیند کے اوقات میں تبدیلی، بہت زیادہ نیند آنا یا پھر ساری رات جاگتے رہنا۔

۴۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ آنا جسے کنٹرول کرنے میں آپ کو دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔

۵۔ زندگی سے مقاصد کا ختم ہوجانا اور غیر ضروری کاموں میں وقت برباد کرنا۔

۶۔ جسم میں توانائی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے زیادہ کاربوہائیڈریٹ والی غذاؤں کا استعمال کرنے سے وزن میں اضافہ ہوجاتا ہے جس سے سستی کاہلی اور نیند کا دورانیہ بڑھ جاتا ہے۔

احتیاطی تدابیر: ضروری نہیں کہ سرد علاقوں کے رہائشی افراد میں یہ ساری علامات موجود ہوں، اگر آپ ان میں سے محض تین علامات کی شناخت بھی کرتے ہیں تو بھی آپ معمولی درجے کی ونٹر ڈپریشن کا شکار ہیں جس سے بچاؤ اور احتیاطی تدابیر بہت آسان ہیں۔

۱۔ کوشش کیجیے کہ دن میں ایک یا دو گھنٹے سورج کی روشنی اور حدت میں گزاریں، اگر آپ بند آفس میں کام کرتے ہیں تو لنچ آفس سے باہر کھلی جگہ پر کیجیے، شام میں کسی پارک یا کھلی جگہ پر واک کے لیے وقت نکالیے، جس سے نہ صرف موڈ پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے بلکہ زیادہ توانائی والی غذا کھانے سے وزن میں اضافہ بھی نہیں ہوگا۔

۲۔ شدید سردی سے نمٹنا یقیناً آسان نہیں ہوتا، اس کے لیے اضافی توانائی ہم بھاری یا زیادہ چکنائی والی غذا کو استعمال کرکے حاصل کرتے ہیں، مگر اس حوالے سے محتاط رہنا بہت ضروری ہے، عموماً سرد علاقوں کے رہائشی افراد اس موسم میں وزن بہت بڑھا لیتے ہیں جو بعدازاں دل، جگر اور دیگر پیچیدہ امراض کا سبب بنتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اہلِ خانہ خوراک کے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہوئے ایسی خوراک کا اہتمام کریں جو توانائی بخش اور کم کاربوہائیڈریٹ والی ہو۔

۳۔ سردیوں میں لوگ عموماً سستی کا شکار رہتے ہیں اور درجۂ حرارت منفی ہوتے ہی روزمرہ کے کام سرانجام دینا بھی مشکل ہونے لگتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ بے شک آپ برفانی ہواؤں میں باہر زیادہ وقت نہ گزاریں مگر بند کمروں میں بھی خود کو متحرک رکھنے کی کوشش کریں۔ موسم سرما کتابیں پڑھنے کا لکھنے لکھانے کے حوالے سے آئیڈیل موسم ہوتا ہے۔ کوشش کریں کہ آپ کے اندر کا قاری سونے نہ پائے۔

۴۔ اگرچہ ونٹر ڈپریشن ایک وقتی موسمیاتی مرض ہے لیکن کچھ افراد میں اس کی شدت بڑھ بھی جاتی ہے جس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں، اگر موڈ میں تبدیلی سے آپ کے دوست واحباب کے ساتھ تعلقات متاثر ہونے لگیں، کچھ بھی کرنے کو دل نہ چاہے تو کسی ماہر نفسیات یا اچھے ڈاکٹر سے رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ مناسب ادویات کے ذریعے سیروٹانن اور میلاٹانن لیول کو درست رکھا جاسکے اور ڈپریشن شدید نہ ہو۔

ہفتۂ رفتہ

محمد اسعداللہ قاسمی

ممبئی کی مقامی کورٹ نے ۲۰ غیر ملکی تبلیغی جماعت کو بری کیا

باندرہ کی ایک مجسٹریٹ کورٹ نے تبلیغی جماعت سے وابستہ ۲۰؍ غیر ملکی شہریوں کو باعزت بری کردیا، ان پر کووڈ ۱۹ سے متعلق سیکورٹی ضابطوں کی خلاف ورزی کا الزام تھا، ان غیر ملکی شہریوں نے دہلی میں ہوئے تبلیغی جماعت کے پروگرام میں حصہ لیا تھا، ان پر الزام تھا کہ وہ بات چھپا کر اور کرونا سے متعلق ہدایات کو نظرانداز کرتے ہوئے مسجد میں جمع ہورہے تھے، دو الگ الگ فیصلے میں عدالت نے انڈونیشیا اور کرغز ریپبلک کے ان شہریوں کو بمبئی پولیس ایکٹ کے تحت ایک بھی الزام کا قصور نہیں مانا، میٹروپولیٹن مجسٹریٹ (اندھیری) آر آر خان نے اپنے آرڈر میں کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ استغاثہ فریق کے پاس یہ دکھانے کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ملزمان نے احکام کی کوئی خلاف ورزی کی، اب یہ غیر ملکی شہری اپنے ملک واپس جاسکیں گے، یہ سبھی گزشتہ سات مہینے سے شہر میں رکھے ہوئے تھے، ڈی این نگر پولیس نے اپریل میں انہیں دو الگ الگ مقدمہ میں گرفتار کیا تھا، مقدمہ میں وکیل اے این شیخ اور امین سولکر نے ان غیر ملکی شہریوں کی پیروی کی۔ (ایجنسیاں)

تحفظ گائے قانون کا کیا جارہا ہے غلط استعمال: الہ آباد ہائی کورٹ

الہٰ آباد ہائی کورٹ نے ریاست میں گاؤ تحفظ ایکٹ کے غلط استعمال اور آوارہ مویشیوں کی دیکھ بھال کی حالت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یوپی میں بے گناہوں کے خلاف گاؤ تحفظ ایکٹ کا ناجائز استعمال کیا جارہا ہے، کورٹ نے کہا کہ جب بھی گوشت برآمد ہوتا ہے اس کی فورنسک جانچ کرائے بغیر اسے گائے کا گوشت قرار دے دیا جاتا ہے اور بے قصور شخص کو اس الزام میں جیل بھیج دیا جاتا ہے، کورٹ نے آوارہ مویشیوں کی دیکھ بھال کی حالت پر کہا کہ کی ریاست میں گاؤ تحفظ ایکٹ کو صحیح جذبہ کے ساتھ نافذ کرنے کی ضرورت ہے، یہ باتیں جسٹس سدھارتھ نے گاؤ تحفظ ایکٹ کے تحت جیل میں قید رحیم الدین کی ضمانت عرضی پر سماعت کے بعد اپنے فیصلے میں کہیں، عدالت نے رحیم الدین کی عرضی منظور کرتے ہوئے انہیں رہا کرنے کا حکم دیا، ضمانت عرضی میں کہا گیا تھا کہ ایف آئی آر میں عرضی گذار کے خلاف کوئی خاص الزام نہیں ہے اور نہ ہی وہ موقع واردات پر پکڑا گیا ہے، اس کے علاوہ پولیس نے برآمد گوشت کی حقیقت جاننے کی کوشش بھی نہیں کی ہے کہ وہ گائے کا گوشت ہے یا کسی دیگر مویشی کا ہے، عدالت نے کہا کہ زیادہ تر معاملوں میں جب گوشت پکڑا جاتا ہے تو اسے گائے کا گوشت قرار دیا جاتا ہے اسے فورینسک لیب نہیں بھیجا جاتا اور ملزم کو جیل بھیج دیا جاتا ہے، جس میں سات سال تک کی سزا کی تجویز ہے، عدالت نے مزید کہا کہ اسی طرح سے جب گائیں برآمد کی جاتی ہیں تو کوئی ریکوری میمو تیار نہیں کی جاتی، کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ برآمدگی کے بعد اسے کہاں لے جایا جائے گا۔ (ایجنسیاں)

لاپرواہی خطرناک ہوسکتی ہے ڈبلیو ایچ او

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے جنوبی مشرقی ایشیائی ممالک کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ کرونا وائرس (COVID-19) کے نئے کیسیز میں آئی کمی کو دیکھ کر لاپروائی برتنے سے اس تہوار کے موسم میں صورتحال سنگین ہوسکتی ہے، روز ڈبلیو ایچ او کی مشرقی ایشیائی خطے کی ریجنل ڈائریکٹر نے کہا ہے کہ اس خطے میں میں کرونا انفیکشن کے حالیہ کیسز میں معمولی کمی واقع ہوئی ہے، لیکن اس سے لاپرواہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اس خطے میں ابھی بھی کرونا انفیکشن کے بہت زائد کیسیز ہیں، کرونا وبا کا قہر اب بھی جاری ہے اور اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مسلسل احتیاط ضروری ہے، انہوں نے کہا کہ آئندہ تہواروں کے موسم اور سردیوں کے موسم میں لاپرواہی برتنے سے کرونا انفکشن کی صورتحال زیادہ سنگین ہوسکتی ہے، انفیکشن کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مسلسل کوشش جاری ہے، انہوں نے کہا ''تہواروں کے موسم میں ہمیں ایک فرد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے کہ ہم سماجی پالیسیوں پر عمل کریں گے اور ہاتھوں کی صاف صفائی کا بھی خیال رکھیں گے''۔ (یو این آئی)

مونگیر میں مورتی وِسرجن کے دوران پولس نے چلائی تھی گولی: سی آئی ایس ایف

مونگیر میں مورتی وِسرجن کے دوران ہوئی فائرنگ معاملہ میں سی آئی ایس ایف کی ایک رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں کئی حقائق کا پتہ چلا ہے۔ سی آئی ایس ایف کی رپورٹ کے مطابق مونگیر فائرنگ واقعہ میں پولس سے بڑی غلطی ہوئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق مورتی وِسرجن کے دوران ۲۶؍اکتوبر کو پولس نے ہی گولی چلائی تھی، خبروں کے مطابق اس رپورٹ کی بنیاد پر مونگیر کے سابق ایس پی لیپی سنگھ پر کارروائی کی تلوار لٹک رہی ہے، واقعہ کے بعد ایس پی لیپی سنگھ نے دعویٰ کیا تھا کہ ہنگامہ کررہے لوگوں نے فائرنگ کی تھی جس سے ایک نوجوان کی موت ہوئی، لیکن سی آئی ایس ایف رپورٹ میں اس کے برعکس بات سامنے آئی ہے۔ (قومی آواز)

سری نگر اور دہلی میں غیر سرکاری تنظیموں کے خلاف این آئی اے کی چھاپہ ماری

دہشت گردوں کی فنڈنگ روکنے کے نام پر قومی تفتیشی ایجنسی نے دہلی اور کشمیر میں ۶؍این جی اوز کے ۹؍دفاتر پر کارروائی کی، ان میں دہلی اقلیتی کمیشن کے سابق چیئرمین ظفر الاسلام خان کا گھر اور دفتر بھی شامل ہے، انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ انہیں دہشت گردانہ یا فسادات کے معاملے میں ماخوذ کیا جاسکتا ہے، واضح رہے کہ جن ۶؍این جی اوز کے خلاف این آئی اے نے چھاپہ ماری کی ہے وہ ہیں، فلاحِ عام ٹرسٹ، چیریٹی الائنس، ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن، جے کے یتیم فاؤنڈیشن، سالویشن موومنٹ اور جے اینڈ کے وائس آف وکٹمس۔ (انقلاب نیوز بیورو)

قرآن کریم کی صدا؛ مایوس مت ہو

مولانا محمد اسامہ صدیقی نانوتوی

قرآن کریم اور سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کا مزاج یہ بنایا کہ وہ کسی بھی حال میں مایوسی کے شکار نہ ہوں، اور سخت ترین حالات میں امید کی رسی کو چھوڑ کر ناامید مت ہوں، کیونکہ سخت حالات اور سختیاں ہی انسان کو بڑا بناتی ہیں، باعزم بناتی ہیں، بقول علامہ اقبال:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ☆ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

تاریخ انسانی میں ایسے باعزم اور باحوصلہ افراد کی ایک طویل فہرست اور عظیم تاریخ ہے، جنہوں نے ناکامیوں کو کامیابی کا زینہ بنایا، کوئی بھی ہدف ایسا نہیں کہ جس تک پہنچنے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اور رکاوٹیں پیش نہ آئیں، انسان میں اگر خوداعتمادی اور عزم وحوصلہ ہو تو وہ ان تمام دشواریوں سے نمٹتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، اسی کو ثابت قدمی اور استقلال کہا جاتا ہے، جس کو قرآن کریم نے اپنی دعا کا جز بنانے کی تاکید فرمائی ارشاد فرمایا: رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامِنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ اے ہمارے رب ہمیں صبر، ثابت قدم اور کافر کے مقابلے میں نصرت وتائید عطا فرما۔

مطلب یہ ہے کہ ایک عظیم انسان بننے کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی راہ پر گامزن رہے، مشکلات کا خاموشی سے مقابلہ کرتا رہے اور ناکامیوں سے کامیابی کی راہ ہموار کرے، ایسے مستقل مزاج، باہمت و باحوصلہ، ثابت قدم حضرات کی میرے پاس ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے بڑی مستقل مزاجی سے سخت سے سخت ترین حالات کا مقابلہ کیا، پھر وہ مخالفت اور حالات تبدیل ہوئے اور ان حالات نے ان کے عزم وحوصلہ کو جھک کر سلام کیا۔

جنہوں نے ''اپنی دنیا آپ پیدا کر تو اگر زندوں میں ہے'' کو معیار زندگی بنائے رکھا۔ اور حدیث ''استعن بالله ولا تعجزن'' اور اللہ سے مدد طلب کر، ہمت ہار کر ناکارہ نہ بیٹھ جاؤ۔ پر عمل پیرا رہے۔

حضرت داود علیہ السلام کی باہمتی کا دلچسپ واقعہ قرآن کریم نے نقل کیا ہے، اگرچہ قرآن کریم میں اس واقعہ کو مختصر ذکر کیا ہے اور بائبل میں یہ واقعہ ذرا تفصیل کے ساتھ موجود ہے، واقعہ یہ ہے کہ ''حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت طالوت علیہ السلام بادشاہ وقت جالوت کے مقابلے کے لئے گئے، جالوت باعتبار جسامت کے بڑا لحیم وشحیم اور طاقتور تھا۔ اس کی شکل وصورت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی، طالوت علیہ السلام ضعیف العمر تھے اور حضرت داود علیہ السلام جوان تھے اور ماشاء اللہ چڑھتی جوانی تھی، جب دونوں حضرات نے جالوت کو دیکھا تو حضرت طالوت علیہ السلام نے فرمایا: ''اسے مارنا بہت مشکل ہے'' اور حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا ''اسے مارنا تو بہت آسان ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے، میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا اور یہ تو جسامت کے اعتبار سے ویسے بھی بڑا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت داود علیہ السلام نے ایک پتھر جالوت کی پیشانی پر مارا اور ختم کر کے جالوت کو شکست دے دی۔

قوت ارادی جب انسان کی طرف سے مضبوط ہو تو حق تعالیٰ شانہ بھی ایسے شخص کی مدد فرماتے ہیں، قوت ارادی انسان میں جب پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنا ہدف اور مقصد متعین کر لیتا ہے تو اللہ کی مدد بھی ہوتی ہے اور مقصد کے تعین کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں، ایک مثبت سوچ اور ایک قوت ارادی اور عزم مصمم، اگر منفی سوچ کو بنیاد بنا کر اپنا ہدف اور مقصد متعین کرے گا تو بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہوگا، مثبت سوچ اور فکر اور قوت ارادی (Will Power) کے ذریعے ناممکن کام بھی ممکن بن جاتے ہیں۔

ایک جنگ میں مشہور بادشاہ تیمور لنگ کو شکست ہوگئی جس کی وجہ سے وہ انتہائی غمگین اور افسردہ تھا، اپنے لشکر سے دور ہٹ کر تنہائی میں پریشان بیٹھا تھا، وہاں اس کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی جو گندم کا دانہ لے کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر اوپر جا کر گر جاتی، دوسری بار تیسری بار، غرضیکہ متعدد بار کوشش کرتی ہے مگر پھر گر جاتی ہے، اب تیمور لنگ کی اس چیونٹی پر نظریں جم گئیں، جو اتنی مرتبہ گرنے کے بعد بھی ہمت نہیں ہار رہی تھی، آخرکار کافی دیر بعد انتہائی محنت کے بعد دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہوگئی، اسے دیکھ کر تیمور لنگ کو جوش آگیا، اس واقعہ نے اس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور یہ کہہ کر عزم مصمم کیا کہ ایک چھوٹی سی چیونٹی اگر امید کا دامن نہیں چھوڑتی تو آخر میں کیوں امید کا دامن چھوڑ بیٹھا ہوں۔ اس مرتبہ پھر تیمور لنگ نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور دشمن پر حملہ کر دیا، چنانچہ اس حملے کے نتیجے میں اس بار اس کو حیرت انگیز طور پر کامیابی ملی، اس کوشش نے تیمور کو ہندوستان پر حکومت کرنے والا مغل بادشاہ بنا دیا، جس کی وجہ سے اس کے خاندان نے ہندوستان پر ۱۵۰؍سال حکومت کی۔ اس طرح دنیا کا ہر انسان ہمت وحوصلہ کی قوت سے آگے بڑھ سکتا ہے، اور کامیابیاں آگے بڑھ کر قدم چومتی ہے۔

جسٹس کاٹجو کا ایک فیصلہ

سارے مذاہب کا احترام کرنا چاہیے

جسٹس (رٹائرڈ) مارکنڈے کاٹجو

مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ میں اپنے کس فیصلے کو سب سے اہم سمجھتا ہوں، میں عام طور پر ہنسا ورودھک سنگھ بنام مرزار پور موتی قریش جماعت کا حوالہ دیتا ہوں، میں نے سپریم کورٹ میں ۲۰۰۸ء میں اس کیس میں فیصلہ سنایا تھا، اس پر بہت تنقید ہوئی تھی اور آج تک مجھے خود کبھی کبھی شک ہوتا ہے کہ آیا میرا فیصلہ درست تھا یا نہیں۔ اس معاملے کے حقائق یہ تھے کہ گجرات کے احمد آباد شہر میں میونسپل سلاٹر ہاؤس ہے جو ہر سال جین برادری کے ۹؍روزہ پریوشن تہوار کے دوران بند ہوتا تھا، ہندوستان کے تمام شہروں میں بلدیاتی قوانین موجود ہیں جس کی رو سے بکرے اور بھینس جیسے جانوروں کا گوشت بیچنے کے لئے اسے صرف میونسپل سلاٹر ہاؤس میں ہی ذبح کیا جاسکتا ہے نہ کہ کسی کے گھر یا کسی اور جگہ، یہ پابندی حفظان صحت اور صاف صفائی کو برقرار رکھنے کے لئے تھی۔

ہندوستان میں ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت جین برادری کا سب سے اہم تہوار پریوشن ہے، جو ۹؍دن تک چلتا ہے جس کے دوران جین اپنا وقت پوجا میں گزارتے ہیں، کئی دہائیوں سے احمد آباد میونسپل کارپوریشن اپنا سلاٹر ہاؤس پریوشن کے دوران جینوں کے احترام میں بند کر دیتی تھی، اس کا مطلب یہ تھا کہ احمد آباد کے شہریوں کو اس عرصے میں گوشت کھانے کے لئے دستیاب نہیں تھا، اس پابندی کو گجرات ہائی کورٹ میں دو مختلف فریق نے چیلنج کیا تھا، گوشت خوروں نے شکایت کی کہ اپنی مرضی کے مطابق کھانے کی آزادی ان کے حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے، کیوں کہ یہ پابندی آئین کے آرٹیکل ۱۴؍ (مساوات کے حق) کے مغائر ہے، اس کے علاوہ احمد آباد کے قصاب برادری کی شکایت تھی کہ اس پابندی سے آرٹیکل ۱۹؍(۱)(جی) میں مذکور کاروبار کرنے کے ان کے حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ گجرات ہائی کورٹ کے جج نے اس درخواست پر سماعت کی اجازت دی جو خود ایک جینی اور سبزی خوری پر سختی سے عمل پیرا تھے اور انہوں نے اس پابندی کو غیر آئینی قرار دیا، لیکن اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں، میں نے الٹ دیا جب کہ میں ایک کشمیری پنڈت اور گوشت خور ہوں، اس وقت میں سپریم کورٹ کی بنچ میں ایک سینئر ساتھی، جسٹس ایچ کے سیما، جو کہ ناگا ہیں کے ساتھ بیٹھا تھا، انہوں نے مجھ سے فیصلہ لکھنے کو کہا، ہم نے دونوں فریقین کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ محفوظ کر لیا تھا، مجھے یاد ہے سولی سوراب جی، ہندوستان کے سابق اٹارنی جنرل، جینوں کی طرف سے پیش ہوئے تھے، زیادہ تر معاملوں میں سماعت کے فوری بعد ہی عدالت میں اپنا فیصلہ سناتا تھا، کیوں کہ میں بیشتر قانونی اصولوں کو جانتا ہوں، تاہم کچھ معاملات میں، میں اپنے فیصلے کو محفوظ رکھتا تھا، کیونکہ میں اس پر سوچنا چاہتا تھا یا پھر اس صورت میں فیصلہ محفوظ کر لیتا تھا جب اس بات کا یقین نہیں ہوتا تھا کہ صحیح فیصلہ کیا ہونا چاہئے، یہ ایسے چند معاملات میں سے ایک تھا اور مجھے یاد ہے کہ کئی ہفتے تک میں اس معاملے پر سوچتا رہا لیکن میں اپنا ذہن نہیں بنا سکا۔ پہلے تو میں اپیل خارج کرنے اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھنے پر مائل تھا، آخر کیوں گوشت خوروں کو سبزی خور بننے پر مجبور کیا جائے؟ کسی کو بھی اپنی پسند کے مطابق کھانے کی آزادی ہونی چاہئے، بالآخر میں نے اپیل کی اجازت دی اور احمد آباد میونسپل کارپوریشن کی جانب سے عائد پابندی کو برقرار رکھا، میرے ذہن میں جو بات تھی وہ تین عوامل تھے:

(۱) پابندی صرف ۹؍دن کی مختصر مدت کے لئے تھی، سبھی طرح کی آزادیاں معقول پابندیوں کے تابع ہیں اور یہ جانچنے کے لئے پابندی معقول ہے یا نہیں، اس کو سمجھنا چاہئے کہ کہیں یہ زیادہ تو نہیں ہے، اگر میونسپلٹی کی پابندی کئی ماہ تک ہوتی تو اسے حد سے زیادہ قرار دیا جاسکتا تھا؛ لیکن یہاں یہ صرف ۹؍دن کا معاملہ تھا۔

(۲) یہ پابندی کوئی نئی بات نہیں تھی، بلکہ یہ کئی دہائیوں سے احمد آباد میں چل رہی تھی۔

(۳) مغربی ہندوستان جیسے راجستھان، گجرات، مغربی مدھیہ پردیش وغیرہ میں جین بڑی برادری ہے، جین سخت سبزی خور ہیں اور ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے گوشت خور بھی ۹؍دن تک سبزی خور بن سکتے ہیں۔

یہ تین عوامل کا مجموعی اثر تھا جس کی وجہ سے میں نے اپیل کی اجازت دی، جیسا کہ میں نے اوپر کہا، مجھے اس فیصلے کے لئے اکثر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور مجھے خود بھی اس کی درستگی کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں، صرف ایک خاص برادری کے جذبات کو دھیان میں رکھ کر گوشت خوروں کو ۹؍دن تک سبزی خور بننے پر مجبور کیا جانا چاہئے؟

تاہم آخرکار جو بات میرے ذہن میں غالب تھی جس کا میں نے اپنے فیصلے میں ذکر کیا ہے، میں نے عظیم مغل شہنشاہ اکبر، اردو شاعر فراق گورکھپوری، تامل شاعر سبرامنیا بھارتیہ، مہابھارت کے شانتی پرو وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میرا پختہ یقین ہے کہ چونکہ ہندوستان ایک متنوع ملک ہے، اس لئے اگر ہمیں ملک کو ساتھ لے کر ترقی کے راستے پر چلنا ہے تو ہمیں سبھی مذاہب کا احترام کرنا چاہئے، اب یہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ وہ فیصلہ کریں کہ میرا فیصلہ صحیح تھا یا نہیں۔ (مضمون نگار سپریم کورٹ آف انڈیا کے سابق جج ہیں)

بقیہ ہمارا ووٹ ہمارا مستقبل.......... کسی دوسرے کی ضد میں آکر اپنے ووٹ کا ہرگز غلط استعمال نہ کریں یہ صرف اپنے ساتھ دھوکہ نہیں ہوگا بلکہ پوری ریاست کے ساتھ ہوگا، ووٹ ایک امانت ہے دینے سے پہلے سوچ لیں کہ کس کا نظریہ صحیح ہے اور کس کا غلط، کون آپ کے یا آپ کے بچوں کے مستقبل کے لئے مفید رہے گا، اگر کسی ضد پر اس پارٹی یا نمائندے کی تشہیر اور حمایت کر رہے ہیں جو عوام کے لئے سودمند نہیں تو آپ ان کی حمایت کرنے کے بجائے ان سے سوال کریں، سوال کرنا آپ کا حق ہے کوئی آپ کو روک نہیں سکتا، ان سے احتساب کریں، ان کو کٹہرے میں لاکر کھڑا کریں اور پوری قوم متحد ہو اپنے حقوق کے لیے، ورنہ حمایت اور تشہیر ہمیں لے ڈوبے گی، ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری ریاست دیگر ریاستوں کی طرح ترقی یافتہ ہو۔ ہم یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ کامیابی اور ناکامی کے لئے ایک ووٹ بھی بہت زیادہ قیمتی ہوتا ہے، کیونکہ یہاں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولہ نہیں کرتے، ۱۹۹۳ء میں صرف ۱۷ووٹوں کی اکثریت سے گجرات میں لوک سبھا کے لئے ایک نوجوان نے جیت حاصل کی اور اسی طرح ۱۹۸۹ء میں صرف ۹ ووٹوں سے کنڈیڈیٹ کو آندھرا پردیش میں انکاپلی سے لوک سبھا کے لئے منتخب کیا گیا، اس لئے ووٹ کو صرف ایک مقدس حیثیت ہی نہیں بلکہ ایک زبردست طاقت بھی سمجھیں اور اچھی نمائندگی کے لئے سوچ سمجھ کر مستقبل کے لئے بہترین نمائندے کا انتخاب کریں نہیں تو پھر؟

بقیہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اسلام دشمنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کی علامت ...... یہاں کی مذہبی رواداری وصداقت کو تسلیم کرتے ہوئے اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ایسی ناپاک کوششوں کا کبھی ساتھ نہ دیں اور اپنی روایات اور انصاف کے تقاضوں کی حفاظت کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز اٹھائے ......اس سلسلہ میں اقوام متحدہ کو بھی چاہیے کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کی مقدس ہستیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی توہین اور اہانت کو اظہار رائے کی آزادی کے دائرے سے باہر رکھے اور اس کے لیے قانون سازی کرے اور فرانس کو فوراً غیر مشروط معافی مانگنے پر مجبور کرے۔

قائم مقام ناظم صاحب نے اپنے بیان میں تمام دنیا کے مسلمانوں اور انصاف پسند لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ فرانس کے مصنوعات کا تب تک بائیکاٹ کریں جب تک کہ فرانس کی حکومت پوری دنیا کے مسلمانوں سے غیر مشروط معافی نہ مانگ لے اور متنازعہ خاکہ بنانے والوں کے خلاف سخت سے سخت اقدامات نہ کرے اور آئندہ کے لیے پیغمبر اسلام یا مسلمانوں کی دل آزاری والے خاکوں یا مواد کی اشاعت ترک کرنے کا عہد نہ کرے۔

شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے

مولانا مفتی مسعود خان قاسمی

اکثر خواتین کی عادت ہوتی ہے کہ جب باہر جاتی ہیں یا کسی جشن میں شرکت کرتی ہیں یا کہیں دعوت میں جاتی ہیں تو آرائش کرتی ہیں، بہترین لباس پہنتی ہیں اور حتی المقدور بہترین شکل میں گھر سے باہر جاتی ہیں، لیکن جب گھر واپس آتی ہیں تو فوراً اچھے خوبصورت لباس کو اتار دیتی ہیں، معمولی اور پرانے کپڑے پہن لیتی ہیں، گھر میں صاف ستھری نہیں رہتیں، بناؤ سنگار نہیں کرتیں، الجھے بالوں اور گھر داری کے لباس میں گھومتی رہتی ہیں، داغ لگے میلے کچیلے کپڑے پہنے رہتی ہیں، حالانکہ ہونا چاہئے اس کے برعکس، عورت کو چاہئے گھر میں اپنے شوہر کے لئے آرائش کرے، اپنے شوہر کے لئے جو کہ اس کا دائمی شریک حیات دوست مونس وغمخوار اور اس کے بچوں کا باپ ہے سجے، بنے ناز وانداز دکھائے اور اس کے دل کو اپنے بس میں کرے تاکہ گلی کوچے کے دلبر اس کے دل میں جگہ نہ پاسکیں، دوسروں کی کیا اہمیت ہے کہ ان کے لئے زیب وزینت کی جائے، کیا یہ بات قابل افسوس نہیں کہ عورت غیروں کی توجہ کا مرکز بننے کے لئے آرائش وزیبائش کرے اور جوانوں اور دوسری عورتوں کے لئے مشکلات پیدا کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو عورت خوشبو لگا کر باہر جائے جب تک گھر واپس نہ آجائے خدا کی رحمت سے دور رہتی ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ تم میں بہترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہروں کی اطاعت گذار ہو اس کے لئے آرائش کرے لیکن اپنے بناؤ سنگار غیروں پر ظاہر نہ کرے اور تم میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں زینت کرے۔

ایک مرد کے دل کو قابو میں کرنا وہ بھی ہمیشہ کے لئے کوئی آسان کام نہیں ہے یہ نہ کہئے کہ وہ مجھے چاہتا ہے، لہذا کیا ضرورت ہے اس کے سامنے سجوں بنوں اور ناز وانداز دکھاؤں جی نہیں اس کے عشق کی ہمیشہ حفاظت کیجئے۔

یقین جانئے آپ کا شوہر چاہتا ہے کہ آپ اس کے سامنے ہمیشہ بنی سنوری اور صاف ستھری رہیں خواہ زبان سے نہ کہتا ہو اگر آپ اس کی دلی خواہش کو پورا نہ کریں گی تو ممکن ہے گھر سے باہر صاف ستھری اور سجی بنی عورتوں کو دیکھے گا تو ان کا مقابلہ آپ کی بری وضع قطع سے کرے گا اور سوچے گا کہ یہ فرشتے ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے ہیں، آپ بھی گھر میں اس کے لئے صاف ستھری رہیے، بناؤ سنگار کیجئے، اچھے اچھے لباس پہنئے، ناز وانداز دکھائے تاکہ وہ سمجھے کہ آپ بھی کم نہیں، بلکہ ان عورتوں سے زیادہ اچھی اور خوبصورت ہیں، ایسی صورت میں آپ اس کے پائیدار عشق کی امید کرسکتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے اس کے دل پر حکومت کرسکتی ہیں، ایک شوہر کے خط پر توجہ فرمایئے لکھتا ہے:

''شاید آپ کہیں کہ گھر میں اور باورچی خانہ کے کاموں کے ساتھ سنور کے رہنا ممکن نہیں ہے، لیکن اگر آپ اس عمل کی قدر وقیمت سے واقف ہوجائیں تو یقیناً آپ اس مشکل کو حل کرسکتی ہیں، گھر کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ایک لباس مخصوص کر لیجئے اور کام کے وقت اسے استعمال کیجئے جب کام سے فارغ ہوجائیں اور آپ کے شوہر کے آنے کا وقت ہو اس وقت صاف ستھری ہوکر عمدہ لباس پہنئے، بالوں کو سنواریئے اور آراستہ ہوکر اپنے شوہر کی آمد کا انتظار کیجئے۔''

تیمارداری غمخواری اور ہمدردی: مصیبت اور بیماری کے وقت انسان کو تیماردار اور غمخوار کی ضرورت ہوتی ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ کوئی اس سے ہمدردی کرے، نوازش، دلجوئی کرکے اس کو تسکین دے، تسلی وتشفی کے ذریعہ اس کے اعصاب کو سکون پہنچائے، دراصل مرد وہی سابقہ بچہ ہوتا ہے جو بڑا ہوگیا ہے اور اب بھی ماں کی نوازش اور محبت کا بھوکا ہوتا ہے، مرد جب کسی عورت سے رشتہ ازدواج سے منسلک ہوتا ہے تو اس سے توقع رکھتا ہے کہ پریشانی اور بیماری کے موقعوں پر ٹھیک ایک مہربان ماں کی طرح اس کی تیمارداری ودلجوئی کرے گی۔

اگر آپ کے شوہر بیمار پڑ گئے ہیں تو ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ مہربانی کا برتاؤ کیجئے، ان کے آرام کا خیال رکھئے، اگر ڈاکٹر یا دوا کی ضرورت ہو تو مہیا کیجئے، جس غذا کی انہیں ضرورت ہو اسے فوراً تیار کیجئے، بار باران کی مزاج پرسی کیجئے اور تسلی دیجئے، ان کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت گذارنے کی کوشش کیجئے، اگر درد یا تکلیف کی شدت سے انہیں نیند نہ آرہی ہو تو آپ بھی کوشش کیجئے ان کے ساتھ جاگتی رہیں، آپ کو نیند آگئی تو جب آنکھ کھلے تو ہلکے سے ان کا سر سہلا کے دیکھئے اگر بیدار ہیں تو ان کا حال پوچھئے، اگر رات جاگ کر گذاری ہے تو صبح کو ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے، دن میں ان کے کمرے میں تنہائی اور خاموشی کا ماحول رکھئے، شاید ان کو نیند آجائے، ان کے نتیجہ میں زندگی میں لگن اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے، آپسی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اگر آپ بیمار ہوں گی تو یہی معاملہ وہ آپ کے ساتھ کرے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی نگہداشت اچھی طرح کرے۔

عام طور پر خواتین کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے اسرار ورموز سے باخبر رہیں، وہ چاہتی ہیں کہ کسب معاش کی کیفیت، تنخواہ، بینک بیلنس، دفتر، رموز اور اس کے مستقبل کے فیصلوں اور ارادوں سے مطلع رہیں، مختصر یہ کہ اپنے شوہر سے توقع رکھتی ہیں کہ اپنے تمام رازوں کو اپنی بیویوں پر ظاہر کردیں اور کبھی کبھی یہی موضوع گرما گرمی اور بدگمانی کا سبب بن جاتا ہے، بیوی شکایت کرتی ہے کہ میرے شوہر کو مجھ پر اعتماد نہیں، اپنے رازوں کو مجھ پر مخفی رکھتا ہے، اپنے خطوط مجھے پڑھنے نہیں دیتا، اپنی آمدنی اور پس انداز کے بارے میں نہیں بتاتا، مجھے اپنے دل کا حال نہیں کہتا، میرے سوالوں کے جواب دینے میں تامل کرتا ہے، بلکہ کبھی کبھی جھوٹ بولتا ہے، اتفاق سے بعض مرد بھی اپنی زندگی کے اسرار ورموز بیوی سے پوشیدہ نہیں کرتے لیکن ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹکتی، وہ کسی بات کو پوری طرح پوشیدہ نہیں رکھ پاتیں، ادھر کچھ سنا اور فوراً دوسروں کے سامنے اگل دیا، کوئی بھی بہانے سے اسرار ورموز کو ان سے کہلوا سکتا ہے، اس طرح خواہ مخواہ ان کے لئے مصیبت کھڑی ہوسکتی ہے۔

اگر کوئی انسان کسی کے رازوں کو جاننا چاہے تو آسانی کے ساتھ اس کی بیوی کو فریب دے کر اس کے ذریعہ اپنا مقصد پورا کرسکتا ہے، یہ بھی ممکن ہے بعض عورتیں رازوں سے واقف ہونے کے سبب اس سے سوء استفادہ کریں، حتی کہ اس کو شوہر پر غلبہ حاصل کرنے کا وسیلہ قرار دیں اور تسکین نہ ہونے کی صورت میں اس کی پریشانی کے اسباب فراہم کردیں۔ البتہ مردوں کا یہ عذر کسی حد تک مدلل ہے۔ عورتیں جلدی احساسات اور جذبات سے مغلوب ہوجاتی ہیں، اور عام طور پر ان کے احساسات وجذبات ان کی عقل پر غالب آجاتے ہیں، جب غصہ میں ہوتی ہیں تو مروت برتنا ان کے لئے دشوار ہوجاتا ہے، ایسے وقت میں ممکن ہے رازوں سے واقف ہونے کی صورت میں اس سے غلط فائدہ اٹھائیں اور مردوں کے لئے مصیبت کھڑی کردیں۔

اس قسم کے واقعات سے آپ خود بھی واقف ہوں گے، لہذا! عورت اگر چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رکھے تو اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ رازوں کی اس طرح حفاظت کریں اور محتاط رہیں کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی سے بھی اپنے شوہر کے رازوں کو نہ کہیں، راز کی حفاظت کے لئے یہ کافی نہیں کہ خود وہ دوسروں سے کہہ دیں اور اس سے کہیں کہ کسی سے نہ کہنا۔ یقیناً جس کو آپ نے راز دار بنایا اس کے بھی کچھ دوست ہوں گے اور ممکن ہے وہ آپ کے راز فاش کردے، لہذا عقلمند انسان اپنے رازوں میں کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عاقل انسان کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے، مزید فرمایا کہ دنیا وآخرت کی خوبیاں دو چیزوں میں مضمر ہیں، راز کی حفاظت کرنے اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنے میں اور تمام برائیاں دو چیزوں میں جمع ہوتی ہیں، راز فاش کرنے اور بدکار لوگوں سے دوستی کرنے میں۔

ہمارا ووٹ ہمارا مستقبل

مولانا محمد طفیل ندوی

بہار الیکشن کی گہما گہمی عروج پر ہے، انتخابی سرگرمیاں ساتویں آسمان کو چھو رہی ہے، جس کے پیش نظر کچھ قابل وایماندار نمائندوں کے ساتھ ساتھ بہت سارے سیاسی شعبدہ باز فریب دہی وملمع سازی کے ذریعہ سادہ لوح عوام کی نظروں کو خیرہ کرنے اور فریب دینے کی خاطر برساتی مینڈکوں کی طرح میدان میں اتر چکے ہیں، جس طرف دیکھئے ایک شور وغل اور ہنگامہ، سیاسی جماعتوں کے دفاتر پر ایک جشن لگا ہوا ہے، ہر کسی کی غمی خوشی میں شریک ہونا عین عبادت سمجھ لیا گیا ہے، اس وقت میز بانی ان کی بھی قبول کی جارہی ہے جن کا خود غربت وافلاس کی وجہ سے کھانے کا صحیح بندوبست نہیں ہے، ناراض افراد کو راضی کرنے کی مکمل کوشش کی جارہی ہیں، عوامی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے مختلف ہتکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں، ہر چہار جانب علاقے کی خوشحالی اور ترقی کے لئے بلند وباگ دعوے کئے جارہے ہیں، دلفریب نعروں کے ذریعے خوشنما تحائف کی پیش کش کی جارہی ہیں، انہیں تحائف اور بلند وباگ دعووں میں ہم بہک جاتے ہیں اور ہم اپنے ووٹ کی طاقت وقوت کھو کر اور لاعلمی کی بنا پر ایسے نمائندے کا انتخاب کر لیتے ہیں جو ہمارے مستقبل کے لئے نامناسب ہوتے ہیں، جس کا خمیازہ ہمیں پانچ سال تک نہ چاہتے ہوئے بھی برداشت کرنا پڑتا ہے، اس لئے ہم ووٹ دیتے وقت ماضی کی تلخیاں، نااہلیاں اور نامناسب کئے گئے فیصلوں کو سامنے رکھ کر مستقبل کے لئے ایسے نمائندے کا انتخاب کریں جو قابلیت اور اہلیت کا حامل ہو اور حلقہ انتخاب میں خوشحالی اور ہریالی کا عمل پورے ذوق وشوق کے ساتھ انجام دیں، جو ریاست کے ہر فرد کی حقیقی نمائندگی کرسکیں اور ریاست وقوم کے روشن مستقبل کی خاطر ذاتی مفادات سے بالاتر ہوکر صحت مندانہ قومی امور پر توجہ مرکوز کرسکیں، جن کے پاس عوامی مسائل کا منظم حل موجود ہو جن کا منشور الفاظ کے بجائے قابل عمل اور حکمت عملی پر مشتمل ہو، صرف تحائف کی پیش کش نہ ہو بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لائق بھی ہو، ہم پہچاننے کی کوشش کریں کہ کون سا امیدوار ریاست کے مستقبل کے لیے بہتر ثابت ہوگا اور کون اپنے ووٹروں کا سودا کر کے سب کو رسوا کرے گا، اس لئے ہم اہل محلّہ، اہل خاندان خوب سوچیں اور خوب غور وخوض کے بعد ووٹ کا صحیح استعمال کریں، کیوں کہ ہماری ریاست تاریخ کے جس دوراہے پر کھڑی ہے اس میں صاف وشفاف انتخاب اور ریاست کی خیر خواہ قیادت کا اقتدار میں آنا ضروری ہے جو ملک کو بے پناہ مسائل سے چھٹکارہ دلاسکیں اور ریاست کو ترقی وخوشحالی کی راہ پر لاسکیں، لہذا ضروری ہے کہ مفادات سے بالاتر ہوکر سچے نظریات کو ووٹ دیں جس کے لئے ہم سب پر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم پارٹیوں اور امیدواروں کے پرفریب نعروں اور دلکش منشور کے جھانسے میں نہ آئیں بلکہ ان کی کارکردگی اور ماضی کے کردار کا تجزیہ کریں، اسی کے ساتھ ہمیں ووٹ کے ذریعہ مستقبل پر اپنی نظریں جمانے کی ضرورت ہے اس لئے کہ ووٹنگ ہمارا آئینی حق ہے۔

دنیا میں ابھی بھی کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں لوگ اپنی حکومت کا انتخاب نہیں کرسکتے کیوں کہ ان کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہے ووٹ ایک حق اور خصوصی استحقاق ہے جسے پانے کے لئے ہمارے آباء واجداد نے لڑائی لڑی ہے ہم اجتماعی مستقبل کے لئے اپنے ووٹ ڈالنے کی اہمیت کو سمجھیں اس لئے بلند ہمت اور جرات کے ساتھ ہم قدم بڑھائیں، ووٹ کے ذریعے اپنی ریاست کو خوشحال وپرامن بنانے اور اپنی آواز کو مضبوط بنانے کے لئے جس کے ساتھ ہمارا بھائی چارہ، ہماری رواداری اور قومی یکجہتی برقرار رہے یہ تبھی ہوگا جب ہمیں اپنے حقوق سے آگہی ہوگی، حقوق کئی قسم کے ہوتے ہیں، اظہار رائے کی آزادی کا، جینے کا، مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا تو ووٹ دیتے وقت ہمارے سامنے ماضی کی کارکردگی اور مستقبل کی سنہری امیدیں ہوں جب ہم ووٹ کا صحیح استعمال کریں گے تو اس کے نتیجے میں ایک مثبت نمائندہ ہماری نمائندگی کے لئے اسمبلی ہاؤس پہونچے گا اور ریاست میں ایک مضبوط امید کی کرن روشن ہوگی جس میں ہماری بقاء ہے اور ایک بہترین ریاستی معاشرے کی تشکیل بھی، ہر شخص ووٹ ڈالیں اور ووٹ ڈالنے سے قبل یہ دیکھیں کہ میں جس شخص کی حمایت کر رہا ہوں وہ میرے حق میں یا میری ریاست کے لئے مخلص ہے یا نہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

Volume:60/70,Issue:43 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

گل سے لپٹی ہوئی تتلی کو گرا کر دیکھو
آندھیو تم نے درختوں کو گرایا ہوگا
(کیف بھوپالی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

بابری مسجد انہدام: عدالت اور کمیشن کے متضاد نظریے

معصوم مراد آبادی

سی بی آئی نے بابری مسجد انہدام کے تمام ملزمان کو بری کیے جانے کے خلاف ابھی تک اونچی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا ہے۔ گذشتہ ۳۰ رستمبر کو سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے ناکافی ثبوتوں کی وجہ سے ملزمان کو سزا دینے اور اس معاملے میں سازش کی تھیوری کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا، ہم آپ کو یاد دلادیں کہ بابری مسجد انہدام کے دس روز بعد اس وقت کے وزیراعظم نرسمہا راو نے جسٹس منموہن سنگھ لبراہن کی قیادت میں جو کمیشن تشکیل دیا تھا اس نے اپنی ایک ہزار صفحات سے زیادہ کی رپورٹ میں بابری مسجد انہدام کو سنگھ پریوار کی ایک منصوبہ بند سازش کا حصہ قرار دیا گیا تھا، اتنا ہی نہیں اس رپورٹ میں اقتدار کے حصول کے لیے مذہب کا استعمال روکنے کے لئے قانون بنا کر باقاعدہ سزا دینے کی بات بھی کہی گئی تھی، لبراہن کمیشن کی رپورٹ پر ہم ذرا آگے چل کر روشنی ڈالیں گے، آیئے پہلے سی بی آئی کی خصوصی عدالت کے فیصلے کا ذکر کریں، سی بی آئی کی عدالت نے ۲۷۰۰ رصفحات پر مشتمل جو فیصلہ صادر کیا ہے، اس کے چار اہم نکات ہیں: (۱) اس معاملے میں کسی بھی قسم کی سازش کے ثبوت نہیں ملے اور یہ واردات سازش کے تحت انجام نہیں دی گئی۔ (۲) ''ڈھانچہ'' گرایا جانا منصوبہ بند نہیں بلکہ اچانک ہوجانے والا واقعہ تھا، جو کچھ بھی ہوا وہ اچانک تھا اور اس میں نادیدہ لوگ شریک تھے۔ (۳) ملزمان کے خلاف کوئی پختہ ثبوت نہیں ملے، بلکہ اس بات کے ثبوت ملے ہیں کہ ملزمان نے جنونی بھیڑ کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ (۴) عدالت نے اس معاملے میں تصویروں اور ویڈیو کیسٹوں کو ثبوت کے طور پر تسلیم نہیں کیا، کیونکہ انھیں سیل بند کرکے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی ان کی فورینسک جانچ کی گئی تھی۔ تصویروں کے نگیٹو بھی پیش نہیں کیے گئے اور ثبوتوں سے چھیڑ چھاڑ کی گئی۔ یہی وہ چار بنیادی نکات ہیں جن کی بنیاد پر سی بی آئی کے خصوصی جج سریندر کمار یادو نے باقی ماندہ ۳۲ رملزمان کو بری کرنے کا فیصلہ سنایا ہے۔ ہم اس فیصلہ پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے، لبراہن کمیشن کی رپورٹ کے کچھ بنیادی نکات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ یہ دونوں ہی نتائج دو ججوں نے اخذ کئے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ سی بی آئی کے جج ایک ذیلی عدالت سے آئے تھے اور لبراہن کمیشن کی سربراہی پنجاب وہریانہ ہائی کورٹ کے ایک سینئر جج کو سونپی گئی تھی۔

اب آیئے لبراہن کمیشن کی تحقیقات کے نتائج کی طرف، بابری مسجد کی مسماری کے دس روز بعد تحقیقات کے لیے اس وقت کے وزیراعظم نرسمہا راو نے جو کمیشن قائم کیا تھا، اس کی ذمہ داری پنجاب اور ہریانہ ہائیکورٹ کے جج جسٹس منموہن سنگھ لبراہن کو سونپی گئی تھی، اس کمیشن کے سلسلہ میں جاری نوٹیفکیشن میں کہا گیا تھا کہ کمیشن تین ماہ کے اندر بابری مسجد انہدام کے تمام پہلوؤں کی جانچ کرکے اپنی رپورٹ پیش کرے گا، مگر شاطر ملزمان کمیشن کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتے رہے، یہی وجہ ہے کہ اس کمیشن کی معیاد میں ۴۸ رمرتبہ توسیع کی گئی اور اس نے ۱۷ رسال بعد ۳۰ رجون ۲۰۰۹ء کو اپنی رپورٹ سابق وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کو سونپی، اس وقت کے وزیر داخلہ پی چدمبرم نے اس رپورٹ کو پارلیمنٹ میں بھی پیش کیا، اپنی رپورٹ میں لبراہن کمیشن نے واضح طور پر بابری مسجد کے انہدام کو ایک سوچی سمجھی سازش بتایا تھا، اپنی رپورٹ میں جسٹس منموہن سنگھ لبراہن نے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے مذہب کا استعمال روکنے کے لئے سزا دینے کی سفارش کی تھی اور یہی وہ نکتہ تھا جو اس تنازعہ کی بنیاد بنا، سبھی جانتے ہیں کہ ایودھیا کا آندولن سنگھ پریوار اور بی جے پی کی ایک منصوبہ بند حکمت عملی کی پیداوار تھا، جس کا واضح مقصد ملک کے دو بڑے طبقوں کے درمیان نفرت پھیلا کر ووٹوں کی فرقہ وارانہ صف بندی کرنا تھا، تاکہ ہندو فخر کی بنیاد پر اقتدار پر قبضہ کرکے ملک کو ہندو راشٹر بنانے کی راہ ہموار کی جائے، اگر اسی وقت جسٹس لبراہن کی سفارش پر ایسا کوئی قانون وجود میں آجاتا تو ملک کے حالات اتنے دگرگوں نہیں ہوتے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ جسٹس لبراہن نے ایک عدالتی کمیشن کے تحت سنگھ پریوار کے بارے میں جو باتیں درج کی تھیں وہ آج تک کبھی کسی سرکاری ریکارڈ میں درج نہیں ہوئیں، اس رپورٹ میں جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ سنگھ پریوار کی گھناؤنی سازش کا مکمل پردہ چاک کرتے ہیں، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بابری مسجد کا انہدام کارسیوکوں کے غصہ کا نہیں بلکہ ایک منصوبہ بند سازش کا نتیجہ تھا، کارسیوکوں کو جو آلات فراہم کئے گئے تھے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد کو منہدم کرنے کی سوچی سمجھی سازش تیار ہوئی تھی، اس کام کے لیے سنگھ پریوار نے مالی مدد فراہم کی تھی اور سنگھ پریوار سے وابستہ مختلف لوگوں نے یہ رقومات بینکوں سے نکالی تھیں، اس وقت کے وزیراعلیٰ کلیان سنگھ اور ان کے سرکاری افسران کی سازش کے نتیجے میں مسجد منہدم ہوئی اور اسی گٹھ جوڑ کے نتیجے میں وہاں ایک متوازی حکومت وجود میں آئی، حکومت اترپردیش اس سازش میں جان بوجھ کر ایک فریق کے طور پر شامل رہی، بابری مسجد انہدام کی سازش، سنگھ پریوار اور وشو ہندو پریشد کے دماغوں کی اختراع تھی جس کے تحت انہوں نے عام لوگوں کے ذہنوں میں نفرت کا زہر انڈیل کر انہیں مشتعل ہجوم میں تبدیل کیا، پولیس نے اس سازش کو عملی جامہ پہنانے کے زیر اثر اپنی کارروائیاں انجام دیں، مرکزی حکومت کا خفیہ نظام پوری طرح ناکام رہا اور ۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو حکومت کی طرف سے ایک بھی ویڈیو کیمرہ وہاں نصب نہیں کیا گیا، واجپئی، جوشی، اڈوانی اور گووندا چاریہ سنگھ پریوار کے منصوبے سے پوری طرح آگاہ تھے اور انہوں نے اس سازش کی تکمیل کے لیے مختلف طریقوں سے تعاون کیا، مجموعی طور پر اس سازش میں ۶۸ رلوگوں کو شامل کیا گیا جس میں اڈوانی، واجپئی اور جوشی شامل ہیں، لبراہن کمیشن کی ۱۰۲۹ رصفحات پر مشتمل رپورٹ کے مذکورہ نکات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سازش کتنی گہری تھی، اسی لئے جسٹس لبراہن نے بار بار ملک کے سیکولر جمہوری تانے بانے کی برقراری پر زور دیتے ہوئے مستقبل میں پختہ انتظامات کرنے کی ضرورت اجاگر کی، انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سیاستدانوں کے ساتھ پولیس افسران اور نوکرشاہوں کا گٹھ جوڑ توڑنا ضروری ہے، کیونکہ مذہب اور سیاست کی بنیاد پر منقسم پولیس اور نوکرشاہ ملک کے لیے زہر ہلاہل ہیں۔

رپورٹ میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ سیاستدانوں اور آئینی عہدوں پر بیٹھے لوگوں کو کسی بھی مذہبی اور فلاحی تنظیموں کا عہدیدار نہیں بننا چاہیے، لبراہن کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے جو فرقہ واریت کے نتیجے میں ہمارے ملک کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں، کمیشن نے حکومت سے کہا تھا کہ بابری مسجد تنازعہ کا جلد ہی عدالتی فیصلہ ہونا چاہیے، کمیشن نے اپنے دائرہ اختیار سے باہر جاکر بھی بعض بنیادی باتیں کہی ہیں، اس میں بہتر نظم ونسق، پولیس کی اصلاح، سول سروسز، فسادات پر قابو پانے، خفیہ ایجنسیوں کے کام کاج مرکز اور صوبائی حکومتوں کے رشتوں، مذہبی مقامات اور ملک کے کام کاج پر حکومت کو طویل اور کارآمد مشورے دیے تھے، لیکن افسوس کہ اس وقت کی کانگریس حکومت نے جس کی ایماء پر یہ کمیشن قائم کیا گیا تھا، نہ تو اس کی کسی سفارش پر کوئی عمل کیا اور نہ ہی اس سازش کو عملی جامہ پہنانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی اور سب کچھ اس سی بی آئی پر چھوڑ دیا گیا جو شروع دن سے ہی ملزمان کو بچانے میں مصروف تھی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے ناکافی اور فرضی ثبوتوں کی بنیاد پر باعزت بری کرنے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اسلام دشمنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کی علامت: مولانا محمد شبلی القاسمی

فرانس میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والسلام کی شان عالی میں گستاخانہ کارٹون کی اشاعت اور فرانس کے صدر کی جانب سے اس کی حمایت کی شدید مذمت کرتے ہوئے امارت شرعیہ بہار واڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے کہا ہے کہ تاریخ انسانیت کی سب سے اہم اور مقبول شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی کوشش کرنا پوری دنیا کے مسلمانوں اور انسانیت کی بھلائی چاہنے والو کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ فرانس کے صدر نے حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے سورج پر تھوکنے کی کوشش کی ہے، اس سے اس کا چہرہ ہی آلودہ ہوا۔ دنیا اور انسانوں کا بنانے والا اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کرنے والا ہے، آج تک جس نے بھی ناموس رسالت کو چوٹ پہونچانے کا ارادہ کیا خود اس کا نام ونشان مٹ گیا اور وہ بے نام ونمود ہو گیا۔ باطل کی جانب سے نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف دریدہ دہنی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایسی کوششیں کئی بار ہوئیں اور ناکام ونامراد ہوگئیں۔ '' واللہ متم نورہ''

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیکن اس کے باوجود اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت سے لبریز ذہن ودماغ والے ایسی کوششیں کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی دل آزاری کا کوئی موقع چوکتے نہیں، فرانس والے بھی یہ کام کررہے ہیں ہیں، اپنی اس حرکت سے انہوں نے دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کے دلوں کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے، ان کی یہ کرتوت ہر طرح سے قابل مذمت ہے، یہ اظہار خیال کی آزادی نہیں بلکہ اسلام دشمنی، عصبیت، تہذیب باختگی اور اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح علامت ہے۔ آزادیٔ اظہار رائے اور جمہوریت کے سلسلے میں مغرب کا دوغلا رویہ ایک تاریخی حقیقت بن چکا ہے، لہٰذا عالم اسلام کے راہ نماؤں اور مسلم حکمرانوں کا مذہبی فریضہ ہے کہ ایسی ناقابل برداشت گستاخانہ حرکت کے خلاف متحد ہوکر آواز اٹھائیں۔ اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو اٹھائیں اور اس سلسلے میں ضروری قانون سازی کو یقینی بنائیں تاکہ مقدس مذہبی شخصیات کے خلاف ہرزہ سرائیوں کا سدباب ہوسکے؛ عرب لیگ، او آئی سی اور دیگر مسلم ممالک کو چاہئے کہ وہ حکومت فرانس کے خلاف مؤثر آواز بلند کریں اور سفارتی وتجارتی سطحوں پر پرزور احتجاج درج کرائیں۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور اس کا دفاع تمام مسلمانوں کا اجتماعی مذہبی فریضہ ہے اور مسلم حکمراں خاص طور پر اس کے لیے عند اللہ جواب دہ ہوں گے۔ یاد رہے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، لیکن وہ دیگر مذاہب کی مقدس شخصیات کی کبھی توہین نہیں کرتے، اس لیے دوسروں کو بھی مسلمانوں کے اعتقادات سے کھلواڑ نہیں کرنا چاہیے، یہ کسی بھی صورت میں برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے؛ حکومت ہند سے بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ سفارتی طور پر فرانس کی حکومت کے سامنے یہاں کے مسلمانوں کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے مطالبہ کرے کہ نہ صرف فرانس کی حکومت پوری دنیا کے مسلمانوں سے غیر مشروط معافی مانگے بلکہ ایسی حرکت کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے، بھارت کے حکمرانوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ بھارت ایک جمہوری اقدار کا حامل ملک ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ رپر)

WEEK ENDING-02/11/2020, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے